Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

غزالی بھی جس کی آمد پر اگر آسمان سے لعل و یمن برسے تو زمین میں یاقوتِ آتشیں چمکے۔

136945

مولانا ۱۸۵۷ء کے پرآشوب ایام میں بندول کے قصبے میں اعظم گڈھ کے ضلع میں ہے پیدا ہوئے۔ آپکا گھرانا بڑا باعزت اور صاحبِ ثروت تھا۔ ابتداءً والدین کی نگرانی میں تعلیم و تربیت شروع ہوئی اور مولوی شکر اللہ صاحب نامی سے پہلا سبق پڑھا۔ فارسی لمعات نے گوہر جان کو تابندہ کیا اور پہلے اسی کے دُرِ ثمین کو آویزۂ گوش بنایا پھر عربی کی چاشنی کی طرف لپکے اور اس شرابِ طہور کی خاطر غازی پور کے چشمۂ شیریں پر پہنچے اور مولوی محمد فاروق سے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ مولانا غازی پور کے مدرسے کے صدر تھے۔ اور مولانا عنائت الرسول چڑیا کوٹی کے برادر کوچک۔ کچھ عرصہ رہکر فلسفہ اور ادب کے اس آخری گلِ رعنا کی بھینی بھینی خوشبو سے مشامِ جاں کو عطر آگیں بنایا۔ مولانا کو اپنے شاگرد سے نہائت ہی محبت تھی۔ چنانچہ اپنے آپ کو شیر اور شاگرد کو بچہ شیر کہا کرتے چنانچہ ایک موقعہ پر فرمایا اَنَا اَسَدٌ وَاَنتَ شبلی۔ شاگرد کو ہر مناظرے میں

Marfat.com

ساتھ رکھتے اور حریف سے دو چار جھپٹ دیکھکر خوش ہوتے۔اس کے بعد مولانا شبلی رام پور تشریف لے گئے۔ اور مولانا عبدالحق خیرآبادی کے آستانِ پاک پر جبینِ عجز کو گھسایا۔ اور بیت العلوم کی خاک کو آنکھوں کا کاجل بنایا۔ بھلا مولانا محمد فاروق کے پروردۂ علم و فضل کو یہاں کیا زیادہ مل سکتا تھا۔ کوئی گوہر نظر نہ آیا کہ جس کی خواہش میں نقدِ جان کو قربان کر دیتے۔ خیر مولانا ارشاد حسین سے فقہ کی چند کتابیں پڑھ لیں۔

بعد ازاں ادب کی تکمیل کے لئے لاہور روانہ ہوئے اور مولوی فیض الحسن کے زیرِ دولت پر صدا دی مولوی فیض الحسن کی فضیلت کا آوازہ چار دانگِ عالم میں تھا۔ آپ اس وقت علم اللسان کے تنہا جوہری تھے۔ عاشقِ علوم کو یہ موقع غنیمت تھا۔ مولانا سے حماسہ کا درس لیا۔

وہاں سے روانہ ہوئے اور سہارنپور کے شاداب خطے میں پہنچے۔ اور مولوی احمد علی کے اپادۂ حدیث کو زیب بر بنایا۔ اس سادہ منش انسان سے سادگی طرز کا وہ سبق سیکھا کہ تا دمِ زیست

Marfat.com

استاد کے نام کو زینت صفت و ثنا کے کلمات سے سجایا گیے۔

ابھی ترمذی کا درس جاری تھا کہ اعزہ و احباب عازم حج ہوئے۔ عاشق رسول نے سوچا کیا خوب ہو اگر ؎

رُوئے بکوئے حرم و سر بر آستاں فگنی　　غبار خاکِ رہش تو تیائے دیدہ کنی

عالی مرتبہ استاد سے اجازت طلب کی۔ کاروانِ حج کو روانہ ہوا فریضۂ حج ادا کیا۔ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ پہنچے۔ دربارِ رسول صلعم میں داخل ہوئے اور عاشقانہ حالت میں ایک قصیدہ اور فارسی قطعہ انشا فرمایا۔ دینی و دنیوی شہرت کو انعام میں پایا چونکہ مولانا محمد فارق کی تعلیم آپ میں اثر کر چکی تھی۔ دورانِ قیام مدینہ میں حنفیت کی کتب کا خاص طور سے مطالعہ فرمایا۔

اب آپکی زندگی کا پہلا دور ختم ہو چکا تھا۔ اس وقت آپکی عمر بیس برس کی تھی۔ دوسرا دور شروع ہوا۔ دل میں ایک شرارہ تھا جو بھڑک اُٹھا۔ شعر و شاعری کا چسکا لگا۔ لکھنؤ اور دیگر اطراف و اکناف کے بزرگوار موجود تھے۔ مشاعرے ہوتے تھے۔ فطری شاعری کو خوب موقعہ ملا۔ بڑی دلچسپی ظاہر کی کئی دفعہ مسندِ صدارت کو

Marfat.com

زینت بخشی۔ اور انہیں دلوں غیر مقلدوں کے خلاف چند
رسائل بھی لکھ ڈالے۔ ابھی سلسلہ تعلیم جاری تھا کہ کسبِ معاش
کا خیال ہوا۔ زمینداری کا کام سپرد ہوا۔ مگر کتاب کا دھنی اس
سے عہدہ برآ نہ ہو سکا۔ لاچار وکالت کی طرف باگ پھیری اور
آبائی پیشے کو نیک خیال کیا وکالت کا امتحان پاس کیا مگر
قانون میں طبیعت نہ چلی۔ دونوں کو واسطہ ہی کیا تھا۔ وکالت
چھوڑ ملازمت اختیار کی۔ یہاں بھی کٹھن منزلوں سے گھبرا گئے
وہ بیدہ چکر لگانے سے تنگ آ گئے۔ آخر اس سے بھی دل کھٹا ہوا
ہاتفِ غیب نے صدا دی کہ شبلی تو تو کسی اور کام کے لئے پیدا
ہوا ہے۔ چنانچہ مطالعہ کتب شروع ہوا اور بلبلِ خیال نے شاخ
کہن پر آشیاں بنایا۔ چند قصائد اور رسائل تحریر کئے جو
مقبولِ عام ہوئے۔ سنین الاسلام زیر مطالعہ تھی۔ کہ اپنے بھائی
مہدی سے علی گڑھ ملنے گئے۔ آپ کی عمر کے اس وقت ۲۵ سال
گذر چکے تھے۔ وہاں سرسید کے بوڑھے عزم نے ایسا پھانسا
کہ عسلِ مصفّا سے مگس انگبین کا چھٹنا محال ہو گیا۔ رمز شناس

Marfat.com

پیر مرد تاڑ گیا کہ نوجوان کے سینے میں بہت سے لعل درخشاں مدفون ہیں۔ جنکی تاب سے ناصیہ غزہ چمک رہا ہے۔ سرسید کے کہنے پر عربی اور فارسی کے پروفیسر مقرر ہو گئے اور اسی جگہ مولانا حالی سے بھی شرفِ ملاقات حاصل کیا۔

سنین الاسلام کا نقشہ آنکھوں میں بس رہا تھا۔ قومی درد تیز ہوا اور دل کا درد چند تاریخی رسائل اور قومی نظموں میں نکلا جنمیں الجزیہ اور کتب خانہ اسکندریہ قابل غور ہیں۔ مثنوی صبح امید نے یاس بھری جانوں کو امید کا پانی پلایا۔ تاریخ کا ابرِ مطیر تُلا کھڑا تھا۔ کبھی چاہتا تھا کہ بلادِ اسلامیہ کے چھینٹوں سے تر کر کے یا تاریخ بنی العباس کے تقاطر سے بھگو دے۔ آخر چاہا کہ ماموں اسلام کے موسلا دھار مینہ سے جل تھل کر دے۔ المامون کا پہلا قطرہ ٹپکا۔ صدفِ عالم نے گوہر نایاب کو آغوشِ شوق میں لیا اور سنبھال کر رکھا۔ اس کے بعد کانفرنس میں رسائل لکھ کر روانہ کئے۔ جو آج تک رسائل شبلی کے نام سے مشہور ہیں۔

Marfat.com

سیرۃ النعمان کا خیال گذرا شبدیز قلم رہ سپر ہوا۔ اور منزل مقصود پر جا کر دم لیا۔ الفاروق کا خیال دامنگیر تھا۔ کہ بلادِ اسلامیہ کا سفر درپیش ہوا۔ ارنلڈ صاحب کی معیت میں قسطنطنیہ پہنچے۔ وہاں سے ایشیائے کوچک اور شام ہوتے ہوئے مصر آئے حقیقت میں آنکھ نے جن جن عجائبات کی سیر کی تھی خامۂ مُصوّر نے انکا پورا فوٹو سفر نامہ میں پیش کر دکھایا۔ چھ مہینے کے سفر کے بعد ۱۸۹۳ء میں علی گڈھ پہنچے ایک قصیدہ پڑھا جسکا آغاز اس طرح ہے ؎

قاصد خوشخبر امروز نوا ساز آمد | کز سفر بار سفر کردۂ ما باز آمد
از سفر شبلی آزادہ بکالج برسید | یا مگر بلبل شیراز بہ شیراز آمد
دوستاں مژدہ کہ آں بلبلِ خوش لہجۂ ما | اندریں تازہ چمن زمزمہ پرداز آمد

سفر میں سلطان ٹرکی نے تمغۂ مجیدیہ عنایت فرمایا۔ ۱۸۹۴ء میں رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے ممبر مقرر ہوئے۔ کالج کی زندگی سے تھک گئے۔ کئی بار استعفا دیا مگر بیک صاحب نے نامنظور فرمایا۔ آخر ۱۸۹۸ء میں کالج سے علیحدہ ہو گئے۔ وہاں سے اعظم گڈھ

Marfat.com

روانہ ہوئے۔ مگر علالتِ طبع نے یہیں نہ لیتے دیا۔ کشمیر روانہ ہوئے۔ الفاروق زیر تالیف تھی۔ بیماری نے اتنا زور پکڑا کہ قلم اٹھانا بھی دوبھر ہو گیا۔ خدا خدا کر کے صبح کے آثار ظاہر ہوئے مولانا حالی نے ایک تہنیت نامہ ارسال کیا۔ جس کا مطلع ذیل ہے ؎

لله الحمد پس از ناخوشی رنج دراز　　شبلی ما بمراد از سر بالیں برخاست

الفاروق کے چھپتے ہی آپکی تاریخ دانی کا سکہ عالم پر بیٹھ گیا تھوڑے عرصہ بعد مولانا سید علی بلگرامی کے ایما سے حیدرآباد کی نظامتِ علوم و فنون قبول فرمائی۔ اور جنوبی ہندوستان کی تنہا تصویر سوز و ساز و شمع جانگداز پر پروانہ صفت جا پہنچے۔ اس جگہ مولانا کے قلم سے۔ الغزالی۔ سوانح رومی۔ علم الکلام۔ الکلام۔ موازنۂ انیس و دبیر کی نازک بدن۔ پتلیاں رقصاں اور خنداں نکلیں اور بڑے ناز سے محفل اردو میں داخل ہوئیں۔ انہیں ایام میں امیر عبد الرحمان خاں والی دولت خداداد افغانستان نے ایک محکمۂ تراجم قایم کیا اور مولانا سے درخواست کی کہ

Marfat.com

تشریف لائیں۔ لیکن مولانا نے جانے سے انکار کر دیا۔

۱۹۰۴ء سے آپکا تعلق ندوہ سے ہوگیا۔ ندوہ کا خیال مولوی محمد علی کانپوری اور دیگر ارباب ذکا کی تیزی طبع کا نتیجہ ہے۔ اس خیال سے کہ علما کی اصلاح۔ اسلام کی اصلاح ہے۔ آپ فوراً دوسرے جلسے میں شریک ہوگئے۔ اور ایک اعلےٰ پائے پر اسکی اسکیم مرتب کی۔ ندوہ کی خدمات محتاج بیان نہیں۔ اس موقع پر مولانا نے پختہ فضل کے پختہ میوے پیش کئے۔ شعر العجم۔ مقالات شبلی۔ مضامین عالمگیر۔ دیوان فارسی نے اپنی حلاوت سے کام جہاں کو شیریں بنایا۔ ۱۹۰۸ء میں اڈنبر اسلم سوسائٹی کے صدر مقرر ہوئے۔ ۱۹۱۲ء میں خسرو دکن نے اپنا وظیفہ سو روپیہ کی بجائے تین سو روپیہ ماہوار مقرر فرمایا۔ ان ایام میں ملکی معاملات میں گہری دلچسپی ظاہر کی۔ اور نیشنل کانفرنس میں شریک ہوئے۔ قانون وقف علی الاولاد کے معاملہ کو پریوی کونسل تک پہنچایا۔ اشاعت اسلام کی ایک عظیم الشان اسکیم تیار کی مگر ناکام رہے۔ سلطان ٹرکی کی طرف سے آپکا نام نامی مدینہ یونیورسٹی کے

Marfat.com

واضعین نصاب میں داخل کیا گیا۔ اسی اثنا میں کاروبار کی زیادتی سے طبیعت کسل مند ہوتی گئی۔

ابھی ایک چنگاری گوشۂ دل میں مستور تھی جس کی حرارت سے دردمند دل کو رشکِ طور ہوتا تھا۔ پیارے نبی کے پیارے حالات لکھنے شروع کئے اور سیرۃ النبوی کی پہلی جلد چھپکر تیار ہوئی۔ ابھی مرغِ جان چیدہ چیدہ ذراتِ زریں چن ہی رہا تھا۔ کہ فرشتہ غیب نے آواز دی۔ بس شبلی۔ خرمن سے دانہ اور سمندر سے قطرہ ہی عقلمندوں کے لیے کافی ہوتا ہے۔ تو بھلا ان ان گنت موتیوں کو کس طرح جمع کر سکتا ہے۔ جس نور کی یہ کرنیں ہیں اُس نور کے دیکھنے کی تمنا ہے تو چل میرے ساتھ چل۔ عاشق جان روانہ ہوئی۔ ۱۸۔ نومبر ۱۹۱۴ء کو دنیا کو چھوڑا اور بہشت کو آباد کیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

منتظر آنکھیں سیرۃ کی تکمیل دیکھتی رہ گئیں۔

اشکِ پیہم سے دامانِ عالم تر ہوا۔ شبلی کی وفات سے دنیا میں کہرام مچگیا۔ ہندوستان۔ مصر۔ جرمن۔ انگلستان

Marfat.com

ہیں ماتم ہوا۔ کسی نے کہا۔ کہ تاریخ کا تنہا جوہری چل بسا۔ تاریخ شاعری کا موجد کوچ کر گیا۔ علم کلام کا عُقاب آشیانِ تحقیق خالی چھوڑ گیا۔ انشا پردازی کا شہسوار غائب ہو گیا نہیں! وہ آفتاب جو ہنگامہ مشرق[1] کی سرخی میں نمودار ہوا تھا محاربہ مغرب[2] کی لالہ کاری میں غروب ہو گیا۔

غلام عبّاس۔ ایم۔ اے

Marfat.com

کلامِ شبلی

عدلِ جہانگیری

قصرِ شاہی میں کہ ممکن نہیں غیروں کا گزر،
ایک دن، نورجہاں، بام پہ تھی جلوہ فگن،
کوئی شامت زدہ رہگیر اُدھر آنکلا
گرچہ تھی قصر میں ہر چار طرف سے قدغن،
غیرتِ حُسن سے بیگم نے طمنچہ مارا
خاک پر ڈھیر تھا اک کشتۂ بے گور و کفن،
ساتھ ہی شاہ جہانگیر کو پہنچی جو خبر
غیظ سے آ گئے ابروئے عدالت پہ شکن
حکم بھیجا کہ کنیزانِ شبستانِ شہی،

Marfat.com

جا کے پُوچھ آئیں کہ یہ سچ یا کہ غلط ہے یہ سخن
نخوتِ حُسن سے اُس بیگم نے بصد ناز کہا
"میری جانب سے کرو عرض یہ آئینِ حسن"
ہاں مجھے واقعہ قتل سے انکار نہیں،
مجھ سے ناموسِ حیا نے یہ کہا تھا کہ بزن
اس کی گستاخ نگاہی نے کیا اس کو ہلاک
کشورِ حُسن میں جاری ہے یہی شرعِ کہن
مفتیٔ دیں سے جہانگیر نے فتوے پوچھا
کہ شریعت میں کسی کو نہیں کچھ جائے سخن
مفتیٔ دیں نے یہ بےخوف و خطر صاف کہا
شرع کہتی ہے کہ قاتل کی اُڑا دو گردن،
لوگ دربار میں اس حکم سے تھرا اُٹھے

Marfat.com

پر جہانگیر کی ابرو پہ نہ بل تھا نہ شکن،

ترکنوں کو یہ دیا حکم کہ اندر جا کر،
پہلے بیگم کو کریں بستۂ زنجیر و رسن

پھر اسی طرح اُسے کھینچ کے باہر لائیں
اور جلاد کو دیں حکم کہ۔ ہاں تیغ بزن،

یہ وہی نور جہاں ہے کہ حقیقت میں یہی
تھی جہانگیر کے پردہ میں شہنشاہِ زمن

اس کی پیشانیٔ نازک پہ جو پڑتی تھی گرہ
جا کے بن جاتی تھی اوراقِ حکومت پہ شکن

اب نہ وہ نور جہاں ہے نہ وہ اندازِ غرور
نہ وہ غمزے ہیں، نہ وہ عربدۂ صبر شکن!

اب وہی پاؤں ہر اک گام پہ تھراتے تھے،

Marfat.com

جن کی رفتار سے پامال تھے مُرغانِ چمن،

ایک مجرم ہے کہ جن کا کوئی حامی نہ شفیع

ایک بیکس ہے کہ جس کا نہ کوئی گھر نہ وطن

خدمتِ شاہ میں بیگم نے یہ بھیجا پیغام،

خوں بہا بھی تو شریعت میں ہے اک امرِ حسن

مفتیٔ شرع سے پھر شاہ نے فتوے پوچھا

بولے جائز ہے رضا مند ہوں گر بچّہ و زن

وارثوں کو جو دیے لاکھ درم "بیگم" نے

سب نے دربار میں کی عرض کہ اے شاہِ زمن!

ہم کو مقتول کا لینا نہیں منظور قصاص!

قتل کا حکم جو رُک جائے تو ہے مستحسن

ہو چکا جبکہ شہنشاہ کو پورا یہ یقیں،

Marfat.com

کہ نہیں اس میں کوئی شائبۂ حیلہ و فن
اُٹھ کے دربار سے آہستہ چلا سوئے حرم
تھی جہاں نورجہاں معتکفِ بیتِ حزن،
دفعتًا پاؤں پہ بیگم کے گرا اور یہ کہا
تو اگر کشتہ شدی آہ چہ میکردم من!

خلافتِ فاروقی

عام الرمادہ کہتے ہیں جس کو عرب میں لوگ
عہدِ خلافتِ عمری کا وہ سال تھا،
اُس سال قحط عام تھا ایسا کہ مُلک میں
لوگوں کو بھوک پیاس سے جینا محال تھا
پانی کی ایک بوند نہ ٹپکی تھی ابر سے
ہر خاص و عام سخت پراگندہ حال تھا
اعراب کی بسر حشراتِ زمیں پہ تھی

Marfat.com

سب اُٹھ گیا جو فرق حرام و حلال تھا
تشویش سب سے بڑھ کے جناب عمرؓ کو تھی
ہر دم اسی کی فکر۔ اسی کا خیال تھا
تدبیر لاکھ کی تھی مگر رُک سکا۔ نہ قحط
گو انتظام ملک میں اُن کو کمال تھا
معمول تھا جنابِ عمرؓ کا۔ کہ متصل
کرتے تھے گشت۔ رات کو۔ سونا محال تھا
اک دن کا واقعہ ہے کہ پہنچے جو دشت میں
کوسوں تلک زمین پہ خیموں کا جال تھا
بچے کئی تھے ایک ضعیفہ کی گود میں،
جن میں کوئی بڑا تھا۔ کوئی خُردسال تھا
دیکھا جو اُس کو یہ کہ پکاتی ہے کوئی چیز
جاتا رہا جو طبع حزیں پر۔ ملال تھا،
سمجھے کہ اب وہ ملک کی حالت نہیں رہی
کم ہو چلا ہے قحط کا جو اشتعال تھا

Marfat.com

پوچھا خود اُس سے جاکے تو رونے لگی کہ آہ
کیا آپ کو غذا کا بھی یاں احتمال تھا
بچّے یہ تین دن سے تڑپتے ہیں خاک پر
ہیں کیا کہوں زبان سے جو اِن کا حال تھا
مجبور ہو کے اُن کے بہلنے کیواسطے
پانی چڑھا دیا ہے، یہ اُس کا اُبال تھا
ان سے یہ کہہ دیا ہے کہ اب مطمئن رہو
کھانا یہ پک رہا ہے۔ اسی کا خیال تھا
بے اختیار رونے لگے حضرتِ عمرؓ
بولے کہ یہ مرے ہی کئے کا وبال تھا
جو کچھ کہ ہے یہ سب ہے مری شامتِ عمل
از بس گنہگار مرا بال بال تھا
بازار جا کے لائے سب اسباب آب و نان
جو زخم قحط کا سببِ اندمال تھا
چولہے کے پاس بیٹھ کے خود پھونکتے تھے آگ

چہرہ تمام آگ کی گرمی سے لال تھا
بچوں نے پیٹ بھر کے جو کھایا تو کھل اٹھے
ایک ایک اتنو فرطِ خوشی سے نہال تھا
تھی وہ زنِ ضعیف سراپا زبانِ شکر
یاں حضرتِ عمر کو وہی انفعال تھا۔
عُہدہ عمر کو یہ جو ملا۔ تجھ سے چھین کر
جو کچھ گذر رہا ہے یہ اُس کا وبال تھا

مساواتِ اسلام

بدر میں معرکہ آرا جو ہوا لشکرِ کفر
عتبۂ ابنِ ربیعہ تھا امیرِ العسکر
سب سے پہلے وہی میدان میں ٹہا تیغ بکف
ساتھ اک بھائی تھا اور بھائی کے پہلو میں پسر
اس طرح اُسنے مبارز طلبی کی۔ پہلے

Marfat.com

مردِ میداں کوئی تم میں ہو تو نکلے باہر
سُن کے یہ لشکرِ اسلام سے نکلے بہم
تین جانباز کہ ایک ایک تھا اس کا ہمسر
سامنے آئے جو یہ لوگ تو عتبہ نے کہا،
کس قبیلہ سے ہو کیا ہے نسب جدّ پدر؟
بولے، ہم وہ ہیں کہ ہے نام ہمارا انصار
ہم ہیں شیدائی اسلام ہے ہر فرد بشر
جاں نثارانِ رسولِ عربی، ہیں ہم لوگ
اک اشارہ ہو تو ہم کاٹ کے رکھ دیتے ہیں سر
بولا عتبہ، کہ بجا کہتے ہو۔ جو کہتے ہو،
مگر افسوس کہ معذور ہے اولادِ مضر
تم سے لڑنا تو ہمارے لئے ہے مایۂ عار
کہ نہیں تیغ قریشی کے سزاوار یہ سر
کہہ کے یہ سرورِ عالم سے کیا اُسنے خطاب
اے محمدؐ! یہ نہیں شیوۂ اربابِ ہنر

Marfat.com

جنگ نا جنس سے معذور ہیں ہم آلِ قریش
بھیج انکو جو ہوں رتبے میں ہمارے ہمسر
آپ کے حکم سے انصار پھر آئے صف میں
حمزہؓ و حیدرِ کرار نے لی تیغ و سپر
اُن سے عتبہ نے جو پوچھا نسب و نام و نشاں
بولے یہ لوگ کہ ہاشم کے ہیں ہم لختِ جگر
بولا عتبہ کہ نہیں جنگ سے اب ہم کو گریز
آؤ اب تیغ قریشی کے دکھائیں جوہر
یا یہ حالت تھی کہ تلوار بھی تھی طالبِ کفو،
یا مساوات کا اسلام سے پھیلا یہ اثر،
بارگاہ نبوی کے جو موذن تھے، بلال،
کرچکے تھے جو غلامی میں کئی سال بسر
جب یہ چاہا کہ کریں عقد مدینے میں کہیں
جاکے انصار و مہاجر سے کہا یہ کھل کر،
میں غلام حبشی، اور حبشی زادہ بھی ہوں

136945

Marfat.com

یہ بھی سُن لو کہ مرے پاس نہیں دولت و زر
ان فضائل پہ مجھے خواہش تزویج بھی ہے
ہے کوئی جس کو نہ ہو میری قرابت سے حذر
گردنیں جھک کے یہ کہتی تھیں کہ دل سے منظور
جس طرف اُس حبشی زادہ کی اُٹھتی تھی نظر
عہدِ فاروق میں جبدن کہ ہوئی اُنکی وفات
یہ کہا حضرتِ فاروق نے بادیدۂ تر
اُٹھ گیا آج زمانہ سے ہمارا آقا
اُٹھ گیا آج نقیبِ حشم پیغمبر

عدلِ فاروقی کا واقعہ

ایک دن حضرتِ فاروق نے منبر پہ کہا
میں تمہیں حکم جو کچھ دوں تو کروگے منظور
ایک نے اُٹھکے کہا یہ کہ "نہ مانینگے کبھی"

Marfat.com

کہ ترے عدل میں ہم کو نظر آتا ہے فتور
چادریں مالِ غنیمت میں جو اب کے آئیں،
صحنِ مسجد میں وہ تقسیم ہوئیں سب کے حضور
ان میں ہر ایک کے حصہ میں فقط ایک آئی
تھا تمہارا بھی وہی حق کہ یہی ہے دستور
اب جو یہ جسم پہ تیرے نظر آتا ہے لباس
یہ اسی لوٹ کی چادر سے بنا ہوگا ضرور
مختصر تھی وہ ردا اور ترا قد ہے دراز
ایک چادر میں ترا جسم نہ ہوگا مستور
اپنے حصے سے زیادہ جو لیا تو نے تو اب
تو خلافت کے نہ قابل ہے نہ ہم ہیں مامور
گرچہ وہ حدِ مناسب سے بڑھا جاتا تھا
سب کے سب مُہر بہ لب تھے چہ اناث وچہ ذکور
روک دے کوئی کسی کو یہ نہ رکھتا تھا مجال
نشۂ عدل و مساوات میں سب تھے مخمور

Marfat.com

اپنے فرزند سے فاروقِ معظم نے کہا
تم کو ہے حالتِ اصلی کی حقیقت یہ غیور

تم ہی دے سکتے ہو اس کا مری جانب سے جواب
کہ نہ پکڑے مجھے محشر میں مرا ربِّ غفور

بولے یہ ابنِ عمر سب سے مخاطب ہو کر
اس میں کچھ والدِ ماجد کا نہیں جرم و قصور

ایک چادر میں جو پورا نہ ہوا ان کا لباس
کر سکی اسکو گوارا نہ مری طبعِ غیور

اپنے حصّہ کی بھی میں نے انہیں چادر دیدی
واقعہ کی یہ حقیقت ہے کہ جو تھی مستور

نکتہ چیں نے یہ کہا اُٹھکے کہ ہاں اے فاروق
حکم دے ہم کو کہ اب ہم اُسے مانینگے ضرور

Marfat.com

اظہار و قبول حق

وارثِ عدل پیمبر عمرؓ ابن خطاب،
ہیچ تھی جنکے لیئے منزلتِ تاج و سریر،
مجمع عام میں لوگوں سے اُنھوں نے یہ کہا
"مہر باندھو نہ زیادہ کہ ہے یہ بھی تبذیر"
جسقدر تم کو ہو مقدور وہیں تک باندھو
حکم یہ عام ہے سب کو امراہوں کہ فقیر
ایک بڑھیا نے وہیں ٹوک کے فوراً یہ کہا
تجھ کو کیا حق ہے جو کرتا ہے تو ایسی تقریر
صاف قرآن میں "قنطار" کا لفظ آیا ہے،
تجھ کو کیا حق ہے کہ اس لفظ کی کردے تغییر؟
لاکھ تک بھی ہو تو کہہ سکتے ہیں اس کو قنطار
تھا یہ اک وزن، کہ اس وزن کی یہ ہی تعبیر"

Marfat.com

سرنگوں ہو کے کہا حضرت فاروقؓ نے آہ!
میں نہ تھا اس سے جو واقف تو یہ میری تقصیر

آنحضرتؐ کی غربا نوازی

افلاس سے تھا سیّدۂ پاک کا یہ حال
گھر میں کوئی کنیز نہ کوئی غلام تھا،
گھس گھس گئی تھیں ہاتھ کی دونوں ہتھیلیاں
چکی کے پیسنے کا جو دن رات کام تھا

سینہ پہ مشک بھر کے جو لاتی تھیں بار بار
گو نور سے بھرا تھا۔ مگر نیل فام تھا
اٹ جاتا تھا لباس مبارک غبار سے
جھاڑو کا مشغلہ بھی جو ہر صبح و شام تھا

آخر گئیں جناب رسول خدا کے پاس
یہ بھی کچھ اتفاق کہ واں اذن عام تھا،

Marfat.com

محرم نہ تھے جو لوگ تو کچھ کر سکیں نہ عرض،
واپس گئیں کہ پاس حیا کا مقام تھا

پھر جب گئیں دوبارہ تو پوچھا حضورؐ نے
کل کس لئے تم آئی تھیں کیا خاص کام تھا؟

غیرت یہ تھی کہ اب بھی نہ کچھ منہ سے کہہ سکیں
حیدرؑ نے اُن کے منہ سے کہا جو پیام تھا

ارشاد یہ ہوا کہ غریبانِ بے وطن،
جن کا کہ صفۂ نبوی میں قیام تھا،

میں اُن کے بندوبست سے فارغ نہیں ہنوز
ہر چند اس میں خاص مجھے اہتمام تھا،

جو جو مصیبتیں کہ اب اُن پر گزرتی ہیں،
میں اس کا ذمہ دار ہوں میرا یہ کام تھا،

کچھ تم سے بھی زیادہ مقدم ہے اُن کا حق،
جن کو کہ بھوک پیاس سے سونا حرام تھا،

خاموش ہو کے سیدۂ پاک رہ گئیں

Marfat.com

جرأت نہ کر سکیں کہ ادب کا مقام تھا،
یوں کی ہر اہلبیتِ مطہرؓ نے زندگی،
یا ماجرائے دخترِ خیرالانام تھا،

ایثار کی اعلیٰ ترین نظیر

کافروں نے یہ کیا جنگ اُحد میں مشہور
کہ پیمبر بھی ہوئے کشتۂ شمشیرِ دودم،
ہو کے مشہور مدینہ میں جو پہنچی یہ خبر
ہر گلی کوچہ تھا ماتم کدۂ حسرت و غم
ہو کے بیتاب گھروں سے نکل آئے باہر
کودک و پیر و جوان و خدم و خیل و حشم
وہ بھی نکلیں کہ جو تھیں پردہ نشینانِ عفاف
جن میں تھیں سیدۂ پاک بھی با دیدہ نم
ایک خاتون کہ انصار نکو نام سے تھیں

Marfat.com

سخت مضطر تھیں نہ تھے ہوش و حواس انکے بہم
موقع جنگ پہ پہنچیں تو یہ لوگوں نے کہا
کیا کہیں تجھ سے کہ کہتے ہوئے شرماتے ہیں ہم
تیرے بھائی نے لڑائی میں شہادت پائی
تیرے والد بھی ہوئے کشتۂ شمشیر ستم
سب سے بڑھکر یہ کہ شوہر بھی ہوا تیرا شہید
گھر کا گھر صاف ہوا ٹوٹ پڑا کوہِ الم
اُس عفیفہ نے یہ سب سُنکے کہا تو یہ کہا
یہ تو بتلاؤ۔ کہ کیسے ہیں شہنشاہِ اُمم
سب نے دی اُسکو بشارت کہ سلامت ہیں حضور
گرچہ زخمی ہیں سر و سینہ و پہلو و شکم
بڑھ کے اُس نے رخ اقدس کو جو دیکھا تو کہا
تو سلامت ہے تو پھر ہیچ ہیں سب رنج و الم
میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا
اے شہ دیں ترے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

Marfat.com

ہجرتِ نبویؐ

جب کہ آمادۂ خوں ہو گئے کفّارِ قریش
بحرم سرورِ عالم نے کیا عزمِ سفر،
کوئی نوکر تھا، نہ خادم، نہ برادر۔ نہ عزیز
گھر سے نکلے بھی تو اس شان سے نکلے سرور
اک فقط حضرتِ بوبکرؓ تھے ہمراہ رکاب
ان کی اخلاص شعاری تھی جو منظورِ نظر،
رات بھر چلتے تھے دن کو کہیں چھپ رہتے تھے
کہ کہیں دیکھ نہ پائے کوئی آمادۂ شر
چونکہ سو اونٹ کا انعام تھا قاتل کے لئے
آپ کے قتل کو نکلے تھے بہت طالبِ زر
انہی لوگوں میں سراقہ خلف جعشم تھے،
جن کو فاروق نے اک روز پہنائے تھے گہر

Marfat.com

تین دن رات رہے ثور کے غاروں میں نہاں
تھا جہاں عقرب و افعی کی حکومت کا اثر،
بیم جاں۔ خوفِ عدو۔ ترکِ غذا۔ سختیٔ راہ
ان مصائب میں ہوئی اب شبِ ہجرت سے سحر
یاں مدینہ میں ہوا غل کہ رسولؐ آتے ہیں،
راہ میں آنکھیں بچھانے لگے اربابِ نظر
لڑکیاں گانے لگیں شوق میں آکر اشعار
نغمہائے "طلع البدر" سے گونج اٹھے گھر
ماں کی آغوش میں بچے بھی مچل جانے لگے
نازنینانِ حرم بھی نکل آئیں باہر
آلِ نجار چلے شہر سے ہو کر تیار!
زرہ و جوشن و چار آئنہ و تیغ و سپر
دفعتہً کوکبۂ شاہِ رسلؐ آپہنچا
غل ہوا صلِّ علٰے شاہ امم بشر

Marfat.com

جلوۂ طلعتِ اقدس جو ہوا عکس فگن
دفعتہً تارِ شعاعی تھا ہر اک تارِ بصر

طور سے حضرتِ موسیٰ کی صدا آتی تھی
آج اک اور جھلک سی مجھے آتی ہے نظر

سب کو تھی فکر کہ دیکھیں یہ شرف کس کو ملے
میہماں ہوتے ہیں کس اوج نشیں کے سرورؐ

سینے کہتے تھے کہ خلوت گہہ دل حاضر ہے
آنکھیں کہتی تھیں کہ دو اور بھی تیار ہیں گھر

ہاں مبارک تجھے اے خاکِ حریمِ نبوی،
آج سے تو بھی ہوئی خاکِ حرم کی ہمسر!

صلِّ یا ربِّ علیٰ خیرِ نبیٍّ و رسول
صلِّ یا ربِّ علیٰ افضلِ جنٍّ و بشر

Marfat.com

رسولِ خدا کا حلم

ہند تھی پردہ نشینِ حرمِ بوسفیان
لقبِ ہند جگر خوار سے جو ہے مشہور،

بارگاہِ نبوی میں وہ ہوئی جب حاضر
اس ارادہ سے کہ ہو داخلِ اربابِ حضور

عرض کی خدمتِ اقدس میں کہ ای ختمِ رسل
دینِ اسلام ہے مجھکو بدل و جاں منظور،

آپ ہم پردہ نشینوں سے جو بعیت لینگے
کون سے کام ہیں جنکا کہ برتنا ہے ضرور

آپ نے لطف و عنایت سی یہ ارشاد کیا
پہلی یہ بات کہ ہو شائبۂ شرک سے دُور

دوسری یہ کہ نبوّت کا ہے لازم اقرار
بولی ان باتوں سے انکار نہیں مجھکو حضور

Marfat.com

پھر یہ ارشاد ہوا منع ہے اولاد کا قتل
اس شقاوت سے ہر اک شخص کو بچنا ہے ضرور
عرض کی اسنے کہ اے شمع شبستان رسلؑ
یہ وہ موقع ہے کہ عاجز ہے یہاں فہم و شعور
میں نے اولاد کو پالا تھا بڑی محنت سے،
میں اُنہیں آنکھ میں رکھتی تھی کہ تھے آنکھ کا نُور
بدر میں قتل اُنہیں حضرتِ والا نے کیا
ہم سے کیا عہد اب اسبات کا لیتے ہیں حضور
گرچہ یہ سوءِ ادب تھا غلطی پر مبنی،
گرچہ یہ بات تھی خود شیوۂ انصاف سے دُور
اُس کی اولاد نے خود جنگ میں کی تھی سبقت
لڑکے مرا کوئی جائے تو یہ کس کا ہے قصور
لیکن آزادیِ افکار تھی ازبسکہ پسند
آپ نے فرطِ کرم سے اُسے رکھا معذور

———

Marfat.com

تعمیر مسجد نبویؐ

ہجرت کے بعد آپ نے پہلا کیا جو کام
تعمیر سجدہ گاہِ خدائے انام تھا،

اک قطعۂ زمیں تھا کہ اس کام کے لئے
واقع میں ہر لحاظ سے موزوں مقام تھا

وہ قطعۂ زمیں تھا یتیموں کی مِلکِ خاص
ہرچند قبرگاہ و گزرگاہِ عام تھا

چاہا حضورؐ نے کہ بہ قیمت خرید لیں،
اُن کے مربیّوں سے کہا جو پیام تھا

ایتام نے حضور میں آکر یہ عرض کی،
یہ چیز ہی ہے کیا کہ جو یہ اہتمام تھا،

یہ ہدیۂ حقیر پذیرا کریں، حضورؐ
اللہ اس زمین کا یہ احترام تھا

Marfat.com

لیکن حضور نے نہ گوارا کیا، اسے
منت کشی سے آپکو پرہیز تام تھا
احسان اور وہ بھی یتیمانِ زار کا
بالکل خلافِ طبعِ رسولِ انام تھا
بارہ ہزار سکۂ رائج عطا کئے،
یہ تھا وہ خلق جس سے مخالف بھی رام تھا
سامان جو ضرور ہیں تعمیر کے لئے
اب ان کی فکر مشغلۂ صبح و شام تھا
مزدور کی تلاش بھی تھی سنگ و گل کی بھی
ازبسکہ جلد بننے کا خاص اہتمام تھا،
انصارِ پاک اور مہاجر تھے جس قدر
مزدور بن گئے کہ خدا کا یہ کام تھا،
ک را ور نفسِ پاک بھی ان سب کا تھا شریک
جو آب و گل کے شغل میں بھی شاد کام تھا،
کندھوں پہ اپنے لاد کے لاتا تھا سنگ و خشت

Marfat.com

سینہ غبارِ خاک سے سب گرد فام تھا،

سمجھے کچھ آپ کون تھا ان کا شریک حال
یہ خود وجودِ پاکِ رسولؐ انام تھا،

جو وجہ آفرینشِ افلاک و عرش ہے
جس کا کہ جبرئیل بھی ادنیٰ غلام تھا،

صلوٰۃ علی النبیؐ و صحابہ الکرام،
اس نظم مختصر کا یہ مسک الختام تھا

ہمارا طرزِ حکومت

کبھی ہمنے بھی کی تھی حکمرانی ان ممالک پر
مگر وہ حکمرانی جسکا سکہ جان و دل پر تھا

قرابت راجگان ہند سے اکبرؒ نے جب چاہی
کہ یہ رشتہ عروسِ کشور آرائی کا زیور تھا

تو خود فرماں روبجے پور نے نسبت کی خواہش کی

اگرچہ آپ بھی وہ صاحب دیہیم و افسر تھا
ولی عہد حکومت اور خود شاہنشہ اکبر
گئے انبیر تک جو تختگاہ ملک و کشور تھا،
اُدھر راجہ کی نور دیدہ گھر میں حجلہ آرا تھی
ادھر شہزادہ پر چتر عروسی سایہ گستر تھا
دُلہن کو گھر سے منزل گاہ تک اس شان سے لائے
کہ کوسوں تک زمیں پر فرش دیبائے مشجر تھا
دُلہن کی پالکی خود اپنے کندھوں پر جو لائے تھے
وہ شاہنشاہ اکبر اور جہانگیر ابن اکبر تھا
یہی ہیں وہ شمیم انگیزیاں عطر محبت کی
کہ جن سے بوستان ہند برسوں تک معطر تھا
تمہیں لے دیکے ساری داستاں میں یاد ہے اتنا
کہ عالمگیر ہندو کش تھا، ظالم تھا، ستمگر تھا

Marfat.com

اسلامی نظام

جب ولی عہد ہوا تخت حکومت کا یزید
عامل یثرب و بطحا کو یہ پہنچے احکام
کہ ولی عہد کا بھی اب سے پڑھے نام ضرور
خطبہ پڑھتا ہے حریم نبوی میں جو امام
وقت آیا تو چڑھا پایہ ممبر پہ خطیب
اور کہا یہ کہ یزید اب ہے امیر اسلام
یہ نئی بات نہیں ہے کہ ابو بکرؓ و عمرؓ
جانشیں کر گئے جب موت کا پہنچا پیغام
اُٹھ کے فرزندِ ابو بکرؓ نے فوراً یہ کہا
سر بسر کذب ہے یہ اے خلفِ نسل لئام
جھوٹ ہے یہ کہ ہے یہ سنتِ بو بکرؓ و عمرؓ
ہاں مگر قیصر و کسرٰی کی ہے یہ سنتِ عام

Marfat.com

اپنے بیٹے کو بنایا تھا خلیفہ کس نے؟
ایسی بدعت کا نہیں مذہبِ اسلام میں نام
یہ طریقہ متوارث ہے تو کفار میں ہے
ورنہ اسلام ہے اک مجلسِ شوریٰ کا نظام
شانِ اسلام ہے شخصیتِ ذاتی سے بعید،
شرع میں سلطنتِ خاص ہی ممنوع و حرام
اس سے بھی قطع نظر نسل عرب ہیں ہم لوگ
وہ کوئی اور ہیں جو ہوتے ہیں شاہوں کے غلام

اِنصافِ عمرؓ

پسرِ عبد عزیز اموی
عدل میں ثانی ابن الخطاب
جب ملا تختِ خلافت انکو
ہوگیا گلشنِ گیتی شاداب
ایک شب گھر سے چلے بہرِ نماز
پڑ گیا جب رخِ عالم پہ نقاب
کوئی آوارہ وطن تند مزاج
صحنِ مسجد میں تھا آلودہ خواب

Marfat.com

پاؤں کا اُنکے ٹھوکا جو لگا — جاگ اُٹھا اور کیا اُنسے خطاب
خبر ہے؟ کیا کوئی مجنون ہے تو؟ — یا کہ کچھ ہے تری آنکھوں پہ حجاب
ہنس کے فرمایا کہ "مجنون نہیں — کچھ نہیں مجھ میں جنوں کے اسباب
ہاں مگر ہو گئی مجھ سے تقصیر — آپ سے عفو کا طالب ہوں جناب"
چوبداروں نے کیا اُسکو اسیر — چاہتے یہ تھے کہ دیں اُسکو جواب
آپ نے روکدیا اُن کو وہیں — پھر کہا اُن سے یہ آہستہ خطاب
اِس نے اک بات فقط پوچھی تھی، — جو مناسب تھا دیا میں نے جواب
بات قطعی تو نہیں اُس نے کہی — پوچھنا کچھ نہیں شایانِ عتاب
اتنی سی بات پہ یہ جوشِ غضب — اتنی سی بات پہ یہ خشم و عتاب

بیکسوں کو میں ستاؤں کیونکر
مجھکو دینا ہے قیامت میں جواب

تجزیہ و تفرقہ

ہمیں جس چیز نے کھویا وہ تفریق و تجزی تھی — یہی وہ شے ہے جو بربادیٔ مسلم کے درپے ہے
مگر اب تو در و دیوار تک اس کا اثر پہنچا — وضو خانہ الگ اک چیز ہے مسجد الگ [illegible]

Marfat.com

تنزّلِ اسلام کا سبب

لوگ کہتے ہیں کہ یہ بات ہے اب امرِ صریح
کہ زمانہ میں کہیں عزتِ اسلام نہیں،
آپ جائینگے جہاں قوم کو پائیں گے ذلیل
اس میں تخصیص عراق و عرب و شام نہیں
یہ بھی ظاہر ہے کہ ہیں مختلف الحال یہ لوگ
کوئی چیز ان میں جو ہو مشترک عام نہیں،
ایشیائی ہے اگر یہ تو وہ ہے افریقی
اور کوئی رابطۂ نامہ و پیغام نہیں،
لالہ رُخ یہ ہے تو زنگی و سیہ فام ہے وہ
یہ سمن بر ہے وہ موزون و خوش اندام نہیں
اس نے گہوارۂ راحت میں بسر کی ہے عمر
وہ کبھی خوگرِ آسایش و آرام نہیں،

Marfat.com

وہ ازل سے ہے کمند افگن و شمشیر نواز
اس کو جز عیش کسی چیز سے کچھ کام نہیں،
خوان و ایوان سے بھی سیری نہیں ہوتی اسکو
اس کو گر نانِ جویں بھی ہو تو ابرام نہیں،
اس نے یورپ کے مدارس میں جو سیکھے ہیں علوم
وہ ابھی ابجدِ تعلیم سے بھی رام نہیں،
اس قدر فرق و تفاوت پہ بھی ہے عام یہ بات
قوم کا دفترِ عزت میں کہیں نام نہیں
پس اگر غور سے دیکھو تو بجز مذہب و دیں
ہم مسلمانوں میں کوئی صفتِ عام نہیں،
ان اصولوں کی بنا پر یہ نتیجہ ہے صریح
سببِ پستی اسلام جز اسلام نہیں،
ان مسائل میں ہے کچھ ژرف نگاہی درکار
یہ حقائق ہیں تماشائے لبِ بام نہیں،
غور کرنے کے لئے فکر و تعمق ہے ضرور

Marfat.com

منزلِ خاص ہے یہ، رہ گزرِ عام نہیں

بحثِ مافیہ میں پہلی غلطی یہ ہے کہ آپ
جس کو اسلام سمجھتے ہیں وہ اسلام نہیں

آپ کھانے کو بتا دیتے ہیں پہلے مسموم
پھر یہ کہتے ہیں غذا موجبِ اسقام نہیں

اعتقادات میں ہے سب سے مقدم توحید،
آپ اس وصف کو ڈھونڈیں تو کہیں نام نہیں

کون ہے شائبۂ کفر سے خالی اس وقت
کون ہے جس پہ فریبِ ہوسِ خام نہیں

آستانوں کی زیارت کے لئے شدِّ رحال
اس میں کیا شانِ پرستاریٔ اصنام نہیں

کیجئے مسئلۂ شرکِ نبوّت پہ جو غور
کفر میں بھی یہ جہانگیریٔ اوہام نہیں

اب عمل پر جو نظر کیجئے آئے گا نظر
کہ کسی ملک میں پابندیٔ احکام نہیں

Marfat.com

اغنیا کی ہے یہ حالت کہ نہیں ہو وہ رئیس
جس کے چہرہ پہ فروغ مۓ گلفام نہیں
نصِ قرآں سے مسلماں ہیں بھائی بھائی
اس اُخوت میں خصوصیتِ اعمام نہیں
یاں یہ حالت ہے کہ بھائی کا ہے بھائی دشمن
کونسا گھر ہے جہاں یہ روش عام نہیں
نہ کہیں صدق و دیانت ہے نہ پابندیِ عہد
دل ہیں ناصاف زبانوں پہ جو دشنام نہیں
آیتِ فَاعْتَبِرُوا پڑھتے ہیں ہر روز مگر
علماء کو خبرِ گردشِ ایام نہیں
الغرض عام ہے جو چیز وہ بے دینی ہے
صاف یہ بات ہے دھوکا نہیں ابہام نہیں
ان حقائق کی بنا پر سببِ پستیِ قوم!
ترکِ پابندیِ اسلام ہے اسلام نہیں

Marfat.com

جرأتِ صداقت

مدتوں حضرتِ عباسؓ بھی تھے شاملِ کفر
کم سے کم یہ کہ رسالت پہ نہ تھا اُن کو یقیں
بدر میں آکے لڑے اور گرفتار ہوئے
بسکہ تقدیر میں تھی خانۂ زنداں کی زمیں
قیدیوں کے لئے جو گھر کہ ہوا تھا تیار
اتفاقات سے تھا خانۂ مسجد کے قریں
رات کو حضرتِ عباسؓ کراہے اکثر
قید کرتے ہوئے لوگوں نے جو مشکیں تھیں کسی
دیر تک سرورِ عالم کو رہی بے خوابی
کروٹیں لیتے تھے اور نیند نہ آتی تھی قریں
وجہ پوچھی جو صحابہؓ نے تو یہ فرمایا
"آتی ہے کان میں عباسؓ کی آوازِ حزیں"

Marfat.com

جب سنا یہ تو وہیں کھولدیے ہاتھ اُن کے
چین سے حضرت عباسؓ نے راتیں کاٹیں

تھا انھیں حضرت عباس کا پوتا منصور
جو کہ ایوانِ خلافت میں ہوا تخت نشیں

ایک دن حکم دیا اُس نے کہ اولادِ رسولؐ
ایک جا جمع کیے جائیں جو مل جائیں کہیں

پھر دیا حکم کہ ان سب کو پہنا کر زنجیر
کہہ دو ان سے کہ بنیں خانۂ زنداں کے مکیں

ایک دن سیر کو اس شان سے نکلا منصور
پا بہ زنجیر تھے سادات یسار، اور یمیں

ساتھ ساتھ آتے تھے پیدل جگرِ جانِ رسولؐ
اور منصور تھا زیبِ حرم خانۂ زیں

ایک نے مجمع سادات سے بڑھکر یہ کہا
گرچہ اس لطف کے مشکور ہیں ہم خاک نشیں

عزوۂ بدر میں لیکن جو کیا ہمنے سلوک

Marfat.com

شغل تکفیر

اک مولوی صاحب سے کہا میں نے کہ کیا آپ
کچھ حالتِ یورپ سے خبردار نہیں ہیں،
آمادۂ اسلام ہیں لندن میں ہزاروں
ہر چند ابھی مائل اظہار نہیں ہیں
تقلید کے پھندوں سے ہوئے جاتے ہیں آزاد
وہ لوگ بھی جو داخل احرار نہیں ہیں
جو نام سے اسلام کے ہو جاتے ہیں برہم
اُن میں بھی تعصب کے وہ آثار نہیں ہیں،
افسوس مگر یہ ہے کہ واعظ نہیں پیدا
یا ہیں تو بقول آپ کے دیندار نہیں ہیں
کیا آپ کے زمرہ میں کسی کو نہیں یہ درد
کیا آپ بھی اس کے لئے تیار نہیں ہیں؟
جھنجھلا کے کہا یہ۔ کہ یہ کیا سوءِ ادب ہی

Marfat.com

کہتے ہو وہ باتیں جو سزاوار نہیں ہیں
کرتے ہیں شب و روز مسلمانوں کی تکفیر
بیٹھے ہوئے کچھ ہم بھی تو بیکار نہیں ہیں

مذہب یا سیاست

تم کسی قوم کی تاریخ اٹھا کر دیکھو!
دو ہی باتیں ہیں کہ جن پر ہے ترقی کا مدار
یا کوئی جذبۂ دینی تھا کہ جس نے دم میں
کر دیا ذرۂ افسردہ کو ہمرنگِ شرار
ہے یہ وہ قوتِ پُر زور کہ جس کی تکرار
سنگِ خارا کو بنا دیتی ہے اک مشتِ غبار
اس کی زد کھا کے لرز جاتی ہے بنیادِ زمیں
اس سے ٹکرا کے بکھر جاتے ہیں اوراقِ دیار
یہ اسی کا تھا کرشمہ کہ عرب کے نیچے،
کھینچنے جاتے تھے ایوانِ گہِ کسریٰ میں شکار

Marfat.com

وہ الٹ دیتے تھے دنیا کا مرقع دم میں،
جن کے ہاتھوں میں رہا کرتی تھی اونٹوں کی مہار
اس کی برکت تھی کہ صحرائے حجازی کی سموم
بن گئی دہر میں جا کر چمن آرائے بہار
یہ اسی کا تھا کرشمہ کہ عرب کے رہزن
فاش کرنے لگے جبریلِ امیں کے اسرار،
یا کوئی جاذبۂ ملک و وطن تھا جس نے
کر دیے دم میں قوائے عملی سب بیدار
ہے اسی مے سے یہ سرمستیِ احرارِ وطن
ہے اسی نشہ سے یہ گرمیِ ہنگامۂ کار،
آپ دونوں سے کیے دیتے ہیں ہم کو محروم
نہ سیاست ہی نہ ناموسِ شریعت کا وقار
مدتوں بحث سیاست کی اجازت ہی نہ تھی،
کہ وفاداریِ مسلم کا تھا یہ خاص وقار
اب اجازت ہے مگر دائرۂ بحث ہی یہ

Marfat.com

کہ گورنمنٹ سے اس بات کی ہو عرضگزار
ہم کو پامال کئے دیتے ہیں ابنائے وطن،
ڈر ہے پس جائے نہ یہ فرقۂ اخلاص شعار
یہ بھی اک گونہ شکایت ہے غلاموں کو ضرور
کہ مناصب میں ہیں ہم کم حلقہ بگوشوں کا شمار
اب رہا جذبۂ دینی تو وہ اس طرح مٹا
کہ ہمیں آپ ہی آتا ہے اب اس نام سے عار
وضع میں طرز میں اخلاق میں سیرت میں کہیں
نظر آتے نہیں کچھ حرمتِ دیں کے آثار
آپ نے ہمکو سکھائے ہیں جو یورپ کے علوم
اس ضرورت سے نہیں قوم کو ہرگز انکار،
بحث یہ ہے کہ وہ اس طرز سے بھی ممکن تھا
کہ نہ گھٹتا کبھی ناموس شریعت کا وقار
ہم نے پہلے بھی تو اغیار کے سیکھے تھے علوم
ہم نے پہلے بھی تو اس نشہ کا دیکھا ہے خمار

Marfat.com

نام لیتے تھے ارسطو کا ادب سے ہر چند
تھے فلاطون الٰہی کے بھی گوشکر گزار
جانتے تھے مگر اس بات کو بھی اہلِ نظر
کہ حریفوں کو نہیں انجمنِ خاص میں بار
یعنے یہ بادۂ عرفاں کے نہیں ذوق شناس
بزمِ اسرار کے یہ لوگ نہیں بادہ گُسار
آج ہر بات میں ہے شانِ تفرّج پیدا
آج ہر رنگ میں یورپ کے نمایاں ہیں شعار
ہیں شریعت کے مسائل بھی وہیں تک مقبول
کہ جہانتک انہیں معقول بنائیں اغیار

احرارِ قوم اور طفلِ سیاست

یہ اعتراض آپ کا بیشک صحیح ہے
احرارِ قوم میں ہیں بہت خامیاں ابھی،
چلتے ہیں تھوڑی دور ہر اک راہرو کے ساتھ

Marfat.com

گم گشتہ طریق ہے یہ کارواں ابھی،

زود اعتقادیاں ہیں، تلوّن ہی وہم ہے
ہو جاتے ہیں ہر ایک سے یہ بدگماں ابھی

دل میں نہ عزم ہے نہ ارادوں میں ہی ثبات
جھیلے نہیں ہیں معرکۂ امتحاں ابھی

بے اعتدالیاں ہیں ادائے کلام میں،
باہر ہے اختیار سے ان کے زباں ابھی

ہر دم ہیں گو مسائلِ ملکی زبان پر،
ان میں سے ایک بھی تو نہیں نکتہ داں ابھی

یہ سب بجا درست۔ مگر سچ تو پوچھئے
جو کچھ کہ ہے یہ ہے اثرِ رفتگاں ابھی،

یہ ہے اسی سیاستِ پارینہ کا اثر
گو شمع بجھ چکی ہے مگر ہے دھواں ابھی

موزوں نہیں ہے جنبشِ اعضا تو کیا عجب،
شب کے خمار کی ہیں یہ انگڑائیاں ابھی،

Marfat.com

چلنے میں لڑکھڑاتے ہیں اک اک قدم پہ پاؤں
چھوٹے ہیں قید سخت سے یہ سخت جاں ابھی

بیکار کر دیے تھے جو خود بازوئے عمل
گو کھینچتے ہیں، پر نہیں کھنچتی کماں ابھی

آئے کہاں سے قوتِ رفتار پاؤں میں
کچھ بیڑیاں ہیں پاؤں کی بندِ گراں ابھی

غوغا ہے کچھ مباحثِ ملکی نہیں ہیں یہ
اک طفل ہے سیاستِ ہندوستاں ابھی

منکر مے بودن و ہمرنگ مستاں زیستن

معترض ہیں مجھ پہ میرے مہربانانِ قدیم
جرم یہ ہے میں نے کیوں چھوڑا وہ آئینِ کہن
میں نے کیوں لکھے مضامینِ سیاست پے بہ پے
کیوں نہ کی تقلیدِ طرزِ رہنمایانِ زمن؟

Marfat.com

کانگریس سے مجھ کو اظہارِ بواءت کیوں نہیں
کیوں حقوق ملک میں ہوں ہندوؤں کا ہم سخن،

خیر میں تو شامت اعمال سے جو ہوں وہ ہوں
آپ تو فرمایئے کیوں آپ نے بدلا چلن،

آپ نے شملہ میں جا کے کی تھی جو کچھ گفتگو،
ماحصل اس کا فقط یہ تھا پس از تمہید فن،

سعی بازو سے ملیں جب ہندوؤں کو کچھ حقوق،
اُس میں کچھ حصہ ملے ہم کو بھی بہر پنجتن،

یعنی جا کر شیر جب جنگل سے کر لائے شکار،
لومڑی پہنچے کہ کچھ مجھکو بھی سرکارِ زمن ہا!

لیکن اب تو آپ کی بھی کھلتی جاتی ہے زباں
آپ بھی اب تو اڑاتے ہیں وہی طرز سخن

اب تو مسلم لیگ کو بھی خواب آتے ہیں نظر
اب تو ہے کچھ اور طرز نغمہ مرغ چمن،

ملک پر اپنی حکومت چاہتے ہیں آپ بھی،

Marfat.com

تھا یہی تو منتہائے فکرِ یارانِ وطن،
آپ نے بھی اب تو نصب العین رکھا ہو وہی
کانگریس کا ابتدا سے ہے جو موضوعِ سخن
آپ بھی تو جادۂ (سیّد) سے اب ہیں منحرف!
اب تو اوراقِ وفا پر آپ کے بھی ہے شکن
جب یہ حالت ہے تو پھر ہم پر ہی کیوں چشمِ عتاب
منکرے بودن و ہم رنگِ مستاں زیستن

خطاب بحضور وائسرائے

اے ہمایوں گہر افسر و اورنگِ شہی
وہ کیا تو نے جو آئینِ جہانبانی ہے،
تو نے ظاہر میں رعایا سے جو کھائی ہے شکست
یہ حقیقت میں ظفر مندیِ سلطانی ہے
تو نے سمجھا کہ رعایا کا وہ انبوہ وہ جوش
گرچہ جائز نہ سہی جذبۂ انسانی ہے،

Marfat.com

تیرے لطف و کرمِ عام نے دیدی یہ ندا
کوئی مجرم ہو نہ قیدی ہے نہ زندانی ہے،
تو نے اک آن میں گرتا ہوا گھر تھام لیا
بازوئیں میں یہ ترے زورِ جہانبانی ہے
بات رکھ لی تری تقریر نے حکام کی بھی
گرچہ لازم اُنہیں اظہارِ پشیمانی ہے
تیرے دربار میں پہنچینگے جو اوراق سپاس
ان میں یہ پیشکش شبلی نعمانی ہے
گرچہ مدح امراء میں نے نہیں کی ہے کبھی
شکرِ احسان مگر اک فطرت انسانی ہے

سادگی

اک روز جرمنوں نے کہا ازرہِ غرور
آساں نہیں ہے فتح تو دشوار بھی نہیں،
برطانیہ کی فوج ہے دس لاکھ سے بھی کم،

Marfat.com

اسپر یہ لطف ہے کہ وہ تیار بھی نہیں

باقی رہا فرانس تو وہ رندلم یزل
آئین شناس شیوۂ پیکار بھی نہیں

میں نے کہا غلط ہے ترا دعوئے غرور!
دیوانہ تو نہیں ہے تو ہشیار بھی نہیں

ہم لوگ اہل ہند ہیں جرمن سہی دشمن گئے
تجھ کو تمیز اندک و بسیار بھی نہیں

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے ای خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

جنگِ زرگری

کیا لطف ہے کہ حامیِ ندوہ ہیں اب وہ لوگ
جن کو کہ اس کے کام سے بھی اجتناب تھا

وہ لوگ جنکی رائے میں یہ ندوۂ غریب
ایک بیہودہ خیال تھا یا ایک خواب تھا

Marfat.com

وہ لوگ جنکی رائے میں تعلیم کا یہ طرز
اعلانِ جنگِ سیدِ عالیجناب تھا
وہ لوگ جنکی رائے میں یہ ندوۂ حقیر
تعلیم مغربی کے لئے سدِ باب تھا
وہ لوگ جنکی رائے میں ندوہ کا یہ طلسم،
سرتا قدم فریب دہِ شیخ و شاب تھا
ندوہ کا نام سنکے جو کھاتے تھے پیچ و تاب
جن کے لئے وہ موجب رنج و عذاب تھا
حیرت یہ ہے کہ مجمع دہلی میں یہ گروہ
ندوہ کے حل و عقد کا نائب مناب تھا
ندوہ پہ حرف گیر جو ہوتا تھا کوئی شخص
وہ اس گروہ پاک کا وقفِ عتاب تھا،
ندوہ میں کوئی نقص بتاتا تھا گر کوئی،
ان کی طرف سے ایک کا سو سو جواب تھا
سیارگانِ چرخِ علی گڑھ تھے پیش پیش

Marfat.com

جنمیں کوئی قمر تھا کوئی آفتاب تھا
حیرت میں تھے تمام تماشائیانِ بزم
یعنی یہ کیا طلسم تھا، کیا انقلاب تھا
ندوہ کہاں، کہاں وہ علی گڑھ کی انجمن
اُس بزمِ قدس میں یہ کہاں باریاب تھا
کس دن کی دوستی ہے یہ کب کا ہے ارتباط
یوں کب وہ موردِ کرمِ بے حساب تھا
شایانِ آفریں ہے وہی ندوۂ غریب،
جو مدتوں سے موردِ خشم و عتاب تھا
سرشار ہے حمایتِ ندوہ میں وہ گروہ
جس کو کہ اُس کے ذکر سے بھی اجتناب تھا
یہ قصۂ لطیف ابھی ناتمام ہے،
جو کچھ بیاں ہوا ہے یہ آغازِ باب تھا
آتا ہے اب معائنۂ ندوہ کا مشن
جو اختراعِ مجمعِ حکمت شعار ہے

Marfat.com

جن میں سے کچھ شریک نزاع قدیم ہیں
کچھ ابتدا سے بانیٔ آغاز کار ہے،
جن میں سے کوئی محکمۂ راز کا شریک
مضمونِ آفتاب کا مضموں نگار ہے
خود کوزہ گر ہے خود گِل کوزہ بھی ہے وہی
جو صلح ہے وہی روشِ کارزار ہے
کیا شانِ ایزدی ہے۔ وہی ندوۂ علوم
جو مدعیِ رہبریِ روزگار ہے
جو مایۂ اُمید ہے نسلِ جدید کا
جو کاروانِ رفتہ کی اب یادگار ہے
جس پر یہ حُسنِ ظن ہے کہ یہ مجمعِ کرام
جس کا کہ مصر و شام میں ابتک وقار ہے
آیا تھا جس کے شوق میں وہ فاضلِ عرب
جس کا مرقعِ ادبی "المنار" ہے
چلتے ہیں جس کے نقشِ قدم پر حریف بھی،

Marfat.com

گو اعتراف حق سے ابھی اُن کو عار ہے
جس نے خطابتِ عربی کو دیا رواج
جو فنِ جرح و نقد کا آمرزگار ہے
جس نے بدل دیا روش و شیوۂ قدیم
جو رہبرِ طریقۂ اصلاح کار ہے
آتے ہیں اُس کی جانچ کو ناآشنائے فن
یہ انقلابِ گردشِ لیل و نہار ہے
تعلیم مشرقی سے نہیں جن کو کچھ غرض
وہ اب نہ ان کا نازکشِ اقتدار ہے
اربابِ ریش و جبۂ اقدس کا وہ گروہ
اب چند منشیوں کا اطاعت گزار ہے
یہ داستانِ درد یہ افسانۂ الم
ندوہ کا نوحۂ نفسِ احتضار ہے

Marfat.com

خطاب باجرأ

یہ جو لیڈر شکنی آپنے کی، خوب کیا
قوم اب طوقِ غلامی سے ہے بالکل آزاد،

لوگ اب حلقۂ تقلید میں ہوں گے نہ اسیر
ٹوٹ جائیگا طلسمِ اثرِ استبداد

ہاں مگر ایک گزارش بھی ہے یہ قابلِ غور
یہ تو فرمائیے اس باب میں کیا ہے ارشاد

بتکدے آپ نے ڈھائے بہت اچھا لیکن
شرط یہ ہے کہ حرم کی بھی تو رکھئے بنیاد

آبلہ قابلِ نشتر تھا، یہ مانا، لیکن
دیکھئے یہ کہ کہیں زخم میں آئے نہ فساد

آپ کہتے ہیں کہ وہ مجمع ناجائز تھا
خیر جو کچھ تھا، مگر جمع تو تھے کچھ آزاد،

اب کوئی مرکزِ قومی ہے نہ توحیدِ خیال

Marfat.com

نہ کوئی جادۂ مقصد ہے نہ کچھ توشہ و زاد
خوف یہ ہے کہ بکھر جائے نہ شیرازۂ قوم
خوف یہ ہے کہ یہ ویرانہ نہ ہو پھر آباد
ذرّے جس طرح سے ہو جاتے ہیں اُڑ اُڑ کے فنا
یوں ہی ہو جائے گی پھر قوم بھی آخر برباد
نکتہ چینی سے فقط کام نہیں چل سکتا
یہ بھی لازم ہے کہ کچھ کام بھی ہو پیش نہاد
بھاپ پُر زور ہے لیکن کوئی انجن بھی تو ہو
کام کیا آئے گا نشتر جو نہ ہو گا فصاد

جزر و مد

دیکھ کر حرّیتِ فکر کا یہ دورِ جدید
سوچتا ہوں کہ یہ آئینِ خرد ہے کہ نہیں؟
رہنماؤں کی یہ تحقیر یہ اندازِ کلام
اسمیں کچھ شائبۂ رشک و حسد ہے کہ نہیں؟

Marfat.com

اعتراضات کا انبار جو آتا ہے نظر
اسمیں کچھ قابلِ تسلیم و سند ہو کہ نہیں
نکتہ چینی کا یہ انداز یہ آئینِ سخن
بزمِ تہذیب میں مستوجبِ رد ہو کہ نہیں؟
جس نئی راہ میں ہیں بادیہ پیمایہ لوگ
کوئی اس جادۂ مشکل کا بلد ہو کہ نہیں؟
شاعروں نے جو نئی آج بچھائی ہو بساط
اسمیں ان پر بھی کہیں سے کوئی زد ہو کہ نہیں؟
پہلے گر شانِ غلامی تھی تو اب خیرہ سری
اس دورا ہے میں کوئی بیچ کی حد ہو کہ نہیں؟
فیصلہ کرنے سے پہلے میں ذرا دیکھ تو لوں
"جزر" جیسا تھا اسی زور کا "مد" ہو کہ نہیں؟

Marfat.com

تماشائے عبرت

آج کی رات یہ کیوں جمع ہیں احباب بہم
بھیڑ کیا ہے نظر آتا ہے یہ کیسا عالم
نوجوانانِ ہنرپرور و اربابِ ہمم
جوق کے جوق چلے آتے ہیں کیسے پیہم

کچھ سمجھ میں نہیں آتا جو یہ سب سمجھے ہیں
شاید اس بزم کو یہ بزمِ طرب سمجھے ہیں
ہے گماں ان کو کہ آیا ہے تھیٹر کوئی
یا کہ اس سے بھی تماشا ہے یہ بڑھ کر کوئی

اس سبھا میں بھی نظر آئے گا اندر کوئی
مسخرا ان کے بھی آئیگا مقرر کوئی
نقل وہ ہوگی کہ دیکھی نہ سنی ہوگی کبھی
سیر وہ آج کریں گے کہ نہ کی ہوگی کبھی

لہ اس قومی مسدس کو علامہ شبلی نے علیگڈھ میں پڑھا۔

Marfat.com

کوئی کہتا ہے تھیئٹر تو نہیں ہے لیکن
سازو نغمہ بھی نہ ہو ساتھ نہیں ہے ممکن،
راتیں کاٹی ہیں اسی شوق میں تارے گن گن
دیکھیں کیا سیر دکھائیں یہ بزرگانِ حسن،
کچھ نہ کچھ تازہ کرامات تو ہوگی آخر
بوڑھے غمزوں میں کوئی بات تو ہوگی آخر
دوستو کیا تمہیں سچ مچ تھا تھیئٹر کا یقیں،
کیا یہ سمجھے تھے کہ پردہ کوئی ہوگا رنگیں،
نظر آئے گی جو سوتی ہوئی اک زہرہ جبیں
آئے گا پھول کے لینے کو ارم کا گلچیں
قوم کی بزم کو یوں کھیل تماشا سمجھے
ہائے گر آپ یہ سمجھے بھی تو بیجا سمجھے،
ہائے افسوس کہ ہو قوم تو یوں خستہ و زار،
مرض الموت میں جس طرح سے کوئی بیمار
نہ معالج ہو کوئی پاس نہ سر پر غمخوار

Marfat.com

نظر آتے ہوں دم نزع کے سارے آثار
واں تو یہ حال کہ مرنے میں بھی کچھ دیر نہیں
آپ ادھر سیر تماشے سے ابھی سیر نہیں
نوحۂ غم ہے یہاں نغمۂ عشرت کیسا
ہے یہ عبرت کا سماں جوشِ مسرت کیسا
ہے جنوں خیز یہ ہنگامۂ عبرت کیسا
قوم کا حال ہے غفلت کی بدولت کیسا
ہے عجب سیر اگر دیدۂ بینا دیکھے
دیکھنا ہو جسے عبرت کا تماشا دیکھے
ہائے کیا سین ہے یہ بھی کہ گروہ شرفا
صاحب افسر و اورنگ تھے جنکے آبا
قوم کے عقدۂ مشکل کے ہیں جو عقدہ کشا
ایکٹر بن کے وہ اسٹیج پہ ہیں جلوہ نما
قوم کے خواب پریشاں کی یہ تعبیریں ہیں
ایکٹر یہ نہیں عبرت کی یہ تصویریں ہیں

Marfat.com

بانئ مدرسہ وہ سید والا گوہر
وہ منیجنگ کمیٹی کے معزز ممبر
شبلیٔ غمزدہ وہ شاعر اعجاز اثر
اور یہ نوبادہ اقبال کے سب برگ و ثمر

نہ تکلّف کے کچھ انداز نہ کچھ جاہ کی شان
بزم میں آئے ہیں اس حال سے اللہ کی شان
اپنے رتبوں کا نہ کچھ دھیان نہ کچھ وضع کا پاس
دوستوں سے نہ جھجک اور نہ دشمن سے ہراس
گرچہ سب کہتے ہیں حاصل نہیں کچھ بھی جز یاس
ہائے کیا دھن ہے کہ پھر بھی تو نہیں ٹوٹتی آس
عرض مطلب کی ہے تصویر سراپا اُن کا
ہاتھ خود کاسۂ دریوزہ ہے گویا اُن کا،
اُن کا ہر لفظ ہے اک مرثیۂ جاں فرسا
قوم کی شان دکھا دیتی ہے ایک ایک ادا
دیکھ لے قوم جو اب تک ہو نہ تو نے دیکھا

Marfat.com

اپنے بگڑے ہوئے انداز کا پورا خاکا

گرچہ تدبیر بھی ہم سے نہیں کچھ کی جاتی
ہائے حالت بھی تو تیری نہیں دیکھی جاتی،

یوں بھلانے کو تو ہم دل سے بھلاتے ہیں مگر
یاد آجاتے ہیں پھر بھی ترے اگلے جوہر

وہ بھی اک دن تھا کہ جس سمت سے ہوتا تھا گزر
ساتھ چلتے تھے جلو میں ترے اقبال و ظفر،

تو کبھی روم میں قیصر کو مٹا کر آئی
کبھی یورپ میں نئے فتنے اٹھا کر آئی

تھے نقیبوں میں ترے دولت و اقبال و حشم
تیرے حملوں سے دہل جاتا تھا سارا عالم

ایشیا کا جو کیا تو نے مرقع برہم
جا کے یورپ کے افق پر بھی اڑایا پرچم

کر دیا دفتر تاتار کو ابتر تو نے،
نیزہ گاڑا تھا خرگاہ قیصر پہ تو نے

Marfat.com

کون تھا جس نے کیا فارس و یوناں تاراج
کس کی آمد میں فدا کر دیا جیپال نے راج
کس کو کسریٰ نے دیا تخت و زر و افسر و تاج
کس کے دربار میں تاتار سے آتا تھا خراج

تجھ پہ اے قوم اثر کرتا ہے افسوں جن کا
یہ وہی تھے کہ رگوں میں ہے ترے خوں جن کا

ہم نے مانا بھی کہ دل سے یہ بھلا دیں قصے
یہ سمجھ لیں کہ ہم ایسے ہی تھے اب ہیں جیسے
یہ بھی منظور ہے ہم کو کہ ہمارے بچے
دیکھنے پائیں نہ تاریخ عرب کے صفحے

کبھی بھولے بھی سلف کو نہ کریں یاد اگر
یادگاروں کو زمانے سے مٹا دیں کیونکر

مرو و شیراز و صفاہاں کے وہ زیبا منظر
بیت حمرا کے وہ ایوان وہ دیوار وہ در
مصر و غرناطہ و بغداد کا ایک ایک پتھر

Marfat.com

اور وہ دہلی مرحوم کے بوسیدہ کھنڈر
اُن کے ذرّوں میں چمکتے ہیں وہ جوہر اب تک
داستانیں انھیں سب یاد ہیں از بر اب تک
اُن سے سن لے کوئی افسانۂ یارانِ وطن
یہ دکھا دیتی ہیں آنکھوں کو وہی خوابِ کہن
تیرے ہی نام کا اے قوم یہ گاتے ہیں بھجن،
تیرے ہی نغمۂ پُر درد کے ہیں یہ ارگن،
پوچھتا ہے جو کوئی اُن سے نشانی تیری
یہ سُنا دیتے ہیں سب رام کہانی تیری

مُسلم لیگ

لوگ کہتے ہیں کہ آمادۂ صلاح ہے لیگ
یہ اگر سچ ہے تو ہم کو بھی کوئی جنگ نہیں،
صیغۂ راز سے کچھ کچھ یہ بھنک آتی ہے
کہ ہم آہنگی احباب سے اب ننگ نہیں،

Marfat.com

فرق اتنا تو بظاہر نظر آتا ہے ضرور
اب خوشامد کا ہر اک بات میں وہ رنگ نہیں،
عرض مطلب میں زباں کچھ تو ہی کھلتی جاتی
گرچہ ابتک بھی حریفوں سے ہم آہنگ نہیں
وہ بھی اب نقدِ حکومت کو پرکھتے ہیں ضرور
جن کو ابتک بھی تمیزِ گہر و سنگ نہیں
قوم میں پھونکتے رہتے ہیں جو افسونِ وفا
اُن کی افسانہ طرازی کا بھی وہ ڈھنگ نہیں
وہ بھی کہتے ہیں کہ اس جنس وفا کی قیمت
جسقدر ملتی ہے ذرہ کی بھی ہمسنگ نہیں،
آگے تھے حلقۂ تقلید میں جو لوگ اسیر
سست رفتار تو اب بھی ہیں مگر لنگ نہیں
آپ لبرل جو نہیں ہیں تو بلا سے نہ سہی
یاں کسی کو طلبِ افسر و اورنگ نہیں
کام کرنے کے بہت سے ہیں جو کرنا چاہے

Marfat.com

اب بھی یہ دائرۂ سعی و عمل تنگ نہیں

سال میں یہ جو تماشا سا ہوا کرتا ہے
کام کرنے کے یہ انداز نہیں ڈھنگ نہیں

کچھ تو نظم و نسق ملک میں بھی دیجئے دخل
شیوۂ حق طلبی ہے یہ کوئی جنگ نہیں

کچھ نہ کچھ نظمِ حکومت میں ہے اصلاح ضرور
ہم نہ مانیں گے کہ اس آئینہ میں زنگ نہیں

کم سے کم حاکمِ اضلاع تو ہوں اہلِ وطن
کیا ہزاروں میں کوئی صاحبِ فرہنگ نہیں

سوٹ ایبل سلف گورنمنٹ

دیکھا جو لیگ نے کہ ہوا خستہ تمہ تمام
ازبسکہ دستِ حق طلبی اب دراز ہے

کہنے لگے ہیں سب کہ سیاست کا یہ نظام
مقبولِ خاص و عام نہیں خانہ ساز ہے

Marfat.com

تقسیمِ مشرقی نے عیاں کر دیا ہے سب
شاہراہِ حق میں نشیب و فراز ہے
مجبور ہو کے لیگ نے اُلٹا ہے یہ ورق
جو نسخہ مرقعِ نیرنگ ساز ہے،
پہرہ یہ ہے جو سلف گورنمنٹ کا نقاب
ہر دیدہ ور اسیرِ طلسمِ مجاز ہے،
سمجھے نہ یہ کہ سلف گورنمنٹ کی جو شرط ہے
تمہید سجدہ ہائے جبینِ نیاز ہے
سمجھے نہ لوگ یہ کہ یہی لفظِ پُر فریب
اس ملک میں طلسمِ غلامی کا راز ہے
سب یہ سمجھ رہے ہیں کہ اب لیگ و کانگرس
دونوں کا ایک عرصہ گہ ترک و تاز ہے
جب تک کہ لوگ حلقہ بگوشِ خواص ہیں
جب تک زبانِ قوم خوشامد طراز ہے
جب تک ہیں لوگ عالمِ بالا سے مستفیض

جب تک بہم یہ دورِ "قدح ہائے راز" ہے
"احرار" سے کہو کہ نہیں کچھ امیدِ "صلح"
ملتا نہیں جو تفرقہ و امتیاز ہے
آزادئ خیال پہ تم کو ہے گر غرور
تو لیگ کو بھی شانِ غلامی پہ ناز ہے

مسلم لیگ

لیگ کو جب نظر آیا کہ چلی ہاتھ سے قوم
اک نیا روپ بھرا اس نے باندازِ دگر
منظرِ عالم پہ لوگوں سے کیا اس نے خطاب
کہ نہیں سلف گورنمنٹ سو اب ہم کو مفر
اک ذرا سی مگر اس لفظ میں تخصیص بھی ہے
جس سے ہیں متفق اللفظ سب اربابِ نظر
یعنی وہ سلف گورنمنٹ کہ ہو "سوٹ ایبل"
یا کہ موزون و مناسب ہو بالفاظِ دگر

Marfat.com

یہ مسلّم کہ ہر اک ملک کی حالت ہے جدا
جس کا آئینِ حکومت پہ بھی پڑتا ہے اثر
جو حکومت کہ کناڈا کے لئے موزوں ہو
ہے وہی مملکتِ ہند میں سرمایۂ شر
ملک میں ہم بھی ہیں ہندو بھی ہیں عیسائی بھی
جو کہ ہیں نخلِ حکومت کے لئے برگ و ثمر
واقعی "قید" مناسب ہے بجا اور موزوں
آپ اس قید کو کس کام میں لائیں گے مگر؟
پہلے بھی آپ تو اس حصن میں لیتے تھے پناہ
پہلے بھی آپ اسی دشت میں تھے راہ سپر
جب کبھی کوئی بھی تحریک سیاسی ہوگی
آپ اس "قیدِ مناسب" کو بنائیں گے سپر
اب بھی ہیں جادۂ مقصد کے وہی نقشِ قدم
اب بھی اوراقِ سیاست کا وہی ہے مسطر
یہ وہی لفظ ہے مجموعۂ صد گونہ فریب

Marfat.com

یہ وہی لفظ ہے سرمایۂ صد گونہ ضرر
آپ ہر بار جو پڑھ بڑھ کے پلٹ آتے ہیں
ہے اسی شیوۂ تعلیم غلامی کا اثر
آپ کے فلسفۂ نو کے یہ الفاظِ جدید
گو بظاہر ہیں فریبندۂ اربابِ بصر
ہے حقیقت میں اُسی متنِ غلامی کی یہ شرح
ہے حقیقت میں اُسی نخلِ سیاست کا ثمر
چند جملے جو زبانوں پہ چلے آتے ہیں
آپ دُہراتے ہیں ہر بار باندازِ دگر
ایک اُنمیں سے ہے یہ بھی کہ "ابھی وقت نہیں"
ہے اسی لفظ کی تشریح باندازِ دگر
آج یہ لفظ "مناسب" جو نیا وضع ہوا
آپ اس لفظ کو ہر بار بنائیں گے سپر
آپ کے دائرۂ بحث کا مرکز تھا یہی
آپکی گردشِ پیہم کا یہی تھا محور

Marfat.com

آپ اس دام سے برسوں بھی نہ چھوٹینگے کبھی
آپ اس کوچۂ پُرخم سے نہ ہونگے سَر پر
آپ اس بُھول بھلیاں سے نہ نکلیں گے کبھی
دل سے جائیگا نہ تعلیمِ غلامی کا اثر
جب کہیں بھی کوئی پہلوئے غلامی ہوگا
ہر طرف پھر کے اسی نقطہ پہ ٹھہرے گی نظر
اسقدر سرد مزاج اور پھر اُس پر تبرید
خوف یہ ہے کہ پہونچ جائے نہ فالج کا اثر
آپ کچھ گرم دوائیں جو گوارا فرمائیں
ہم دعاگو یہ سمجھتے ہیں کہ ہوگا بہتر

لیگ معہ سوٹ ایبل

لیگ کو سلف گورنمنٹ ہے اب پیش نظر
للہ الحمد کہ حل ہوگئی ساری مشکل
اب یہ بیجا ہے شکایت کہ وہ آزاد نہیں

Marfat.com

اب یہ کہنا غلطی ہے کہ وہ ہے پا در گِل
ملک کے جملہ مسائل کی یہی ہے بنیاد
اور جو کچھ ہے، اسی چیز میں ہو سب شامل،
لیگ نے حق طلبی میں جو یہ جرأت کی ہو
واقعہ یہ ہے کہ ہے مدح و ثنا کے قابل
کچھ تو ہے لیگ میں جس نے یہ کشش پیدا کی
آپ سے آپ جو کھنچتا ہے اُدھر دامنِ دل
لیگ والوں نے جو اسٹیج پہ کی تقریریں
کر دئیے اس نے خیالاتِ غلط سب باطل
اس دلیری سے ہر اک حرف ادا ہوتا تھا
بعض کہتے تھے کہ یہ ہے سوءِ ادب میں داخل
الغرض لیگ کے اور مجلسِ مُلکی کے حدود
یوں ملے آکے بہم بحر سے جیسے ساحل
ہاں تو اب عرض ہو یہ خدمتِ عالی میں جناب
کیجئے سلف گورنمنٹ کا مقصد حاصل

Marfat.com

امتحانات سول کے لئے لندن کی یہ قید
ہے یہ رفتار ترقی کے لئے سخت مخل
یہ جو پیمائش ارضی کا ہے سی سالہ رواج
ملک کے حق میں ہے یہ زہر سے بڑھکر قاتل،
جو مناصب کہ ولائت کے لئے ہیں مخصوص
آج ابنائے وطن بھی تو ہیں اُن کے قابل
صیغۂ فوج میں تخفیف مصارف ہے ضرور
سینۂ ملک پہ! افسوس کہ بھاری ہے یہ سِل
لیگ نے سُن کے یہ سب مجھ سے باہستہ کہا
آپ سمجھے بھی کہ اس لفظ کا کیا تھا محمل؟
ہمنے گو سلف گورنمنٹ کی خواہش کی تھی
شرط یہ بھی تو لگا دی تھی کہ ہو سوٹ ایبل
آپ جو کہتے ہیں وہ ہے حد ادراک سے دور
ہمکو اس خواب پریشاں میں نہ کیجے شامل
یہ وہ باتیں ہیں جو مخصوص ہیں یورپ کے لئے

Marfat.com

آپ طے پہلے غلامی کی تو کریں منزل

رائیٹ آنریبل سیّد امیر علی سے خطاب

اغماض چلتے وقت مروّت سے دُور تھا
اسوقت پاس آپ کا ہونا ضرور تھا

ہر چند لیگ کا نفسِ واپسیں ہے اب
اس ہستیٔ دو روزہ پہ جس کو غرور تھا

وہ دن گئے کہ بتکدہ کو کہتے تھے حرم
وہ دن گئے کہ خاک کو دعوائے نُور تھا

وہ دن گئے کہ شانِ غلامی کے ساتھ بھی
ہر بوالہوس خمارِ سیاست میں چُور تھا،

وہ دن گئے کہ "شارعِ اول" کا حرف حرف
ہم پایۂ کلامِ سخنگوئے طُور تھا

وہ دن گئے کہ فتنۂ آخر زماں کے بعد
گویا کہ اب امامِ زماں کا ظہور تھا

Marfat.com

اب معترف ہیں دیدہ وران قدیم بھی
اس نقش سیمیا میں نظر کا قصور تھا

اس دست مرتعش میں نہ تھی قوت عمل
اک کاسۂ تہی یہ سر پر غرور تھا

مُسلم لیگ

لیگ کے عظمت و جبروت سے انکار نہیں
ملک میں غلغلہ ہے شور ہے کہرام بھی ہے،

ہے گورنمنٹ کی بھی اسپہ عنایت کی نگاہ
نظر لطف رئیسان خوش انجام بھی ہے

کون ہے جو نہیں اس حلقۂ قومی کا اسیر
اسمیں زہاد بھی ہیں رند مے آشام بھی ہے

فیض ہے ان کا باندازۂ طالب یعنی
بادۂ صاف بھی ہے دُرد تہ جام بھی ہے

کعبۂ قوم جو کہتے ہیں بجا کہتے ہیں

Marfat.com

مرجع خاص ہے یہ قبلہ گہِ عام بھی ہے
پختہ کاروں کے لئے آلۂ تسخیر ہے یہ
نوجوانوں کو صلائے طمع خام بھی ہے
رہنمایانِ نوآموز کا ہے مکتب درس
زینۂ فخر و نمائش گریِ عام بھی ہے
جن مہمات میں درکار ہے ایثار نفوس
ان میں طرزِ عمل بوسہ و پیغام بھی ہے
صدمۂ مشہد و تبریز سے آنکھیں ہیں پرآب
دلمیں غمخواریٔ ترکان نکو نام بھی ہے،
مختصر اس کے فضائل کوئی پوچھے تو یہ ہیں
محسن قوم بھی ہے خادمِ حکام بھی ہے،
ربط ہے اس کو گورنمنٹ سے بھی ہلکی سی کچھ
جس طرح صرف" میں اک قاعدہ ادغام بھی ہے
اُس کے آفس میں بھی ہر طرح کا ساماں ہے درست
ورقِ سادہ بھی ہے کلکِ خوش اندام بھی ہے

Marfat.com

ہیں قرینے سے سجائی ہوئی میزیں ہر سو

جا بجا دفتر پارینۂ احکام بھی ہے،

چند بی اے ہیں سند یافتۂ علم و عمل

کچھ اسسٹنٹ ہیں کچھ حلقۂ خدام بھی ہے

ہو جو تعطیل میں تفریحِ سیاحت مقصود

سفرِ درجۂ اول کے لئے دام بھی ہے

یہ تو سب کچھ ہے۔ مگر ایک گزارش ہے حضور!

گرچہ یہ سوءِ ادب بھی ہے اور ابرام بھی ہے

مجھ سے آہستہ مرے کان میں ارشاد ہو یہ

"سال بھر حضرتِ والا کو کوئی کام بھی ہے؟

مسئلہ الحاق

مجھ کو حیرت تھی کہ تعلیم غلامی کے لئے

وہ نیا کون سا پہلو ہے کہ جو باقی ہے

پہلے جو بزم گہِ خاص تھی اس فن کے لئے

Marfat.com

آج جو کچھ ہے اسی درس کی مشتاقی ہے
اس کے ہوتے ہوئے پھر لیگ کی حاجت کیا تھی
جب وہی بادۂ گلگوں ہے وہی ساقی ہے
فیض ہے عالمِ بالا کا ابھی تک جاری
استفادہ میں وہی شیوۂ اشراقی ہے
غلطی سے جو نئی چیز سمجھتے ہیں اسے
یہ فقط وہم غلط کار کی خلاقی ہے
شیخ صاحب نے کہا مجھ سے باندازِ لطیف
اسمیں اک راز ہے اک نکتۂ اشراقی ہے
یوں تو ہیں جامعۂ درس غلامی دونوں،
فرق یہ ہے کہ وہ محدود یہ الحاقی ہے،

یونیورسٹی اور الحاق

شرطِ الحاق یہ اصرار اور ایسا اصرار
شیوۂ عقل نہیں بلکہ یہ ہے کج نگہی

Marfat.com

درسگاہیں ہیں کہاں تب کجے جنکا الحاق
اور اگر ہیں بھی تو بیکار ہیں یا طبل تہی
لوگ جس چیز کو کہتے ہیں "علی گڈھ کالج"
چشم بینا ہو، تو ہے جامعۂ قوم یہی
یہ وہی قبلۂ حاجات ہے سوچیں تو ذرا
یہ وہی کعبۂ مقصود ہے دیکھیں تو سہی
آج جو لوگ ہیں جمعیت قومی کے امام
جنکا ارشاد ہے ہمپایۂ طغرائے شہی،
سب کے سب متفق اللفظ یہی کہتے ہیں،
اِنَّ ھٰذا لَھُوَ الحَقُّ وَ اٰمَنْتُ بِہٖ
قوم کا دیکھیے بچپن کہ یہ سب سن کر کہا
جو کھلونا مجھے دکھلایا تھا لونگی تو وہی

یونیورسٹی ڈیپوٹیشن

تھی سفارت کی جو تجویز بظاہر موزوں

Marfat.com

اہلِ مجلس بھی بظاہر نظر آتے تھے خموش
دفعتہً دائرۂ صدر سے اٹھا اک شخص
جس کی آزادیٔ تقریر تھی غارتگرِ ہوش
اس نے اس زور سے تجویز یہ کی ردّ و قدح
چونک اٹھے وہ بھی جو بیٹھے ہوئے تھے پنبہ بگوش
اہلِ مجلس نے جو بدلا ہوا دیکھا انداز
ڈر ہوا یہ کہ کہیں اور نہ بڑھ جائے خروش
صدرِ محفل نے بلا کر اسے آہستہ کہا،
کہ "تو ہم شاملِ وفد ستی وایں مایہ مجوش"
بادۂ جامِ سفارت مے مرد افگن تھا
ایک ہی جرعہ میں وہ شیرِ جری تھا خاموش
اب نہ وہ طرزِ سخن تھا نہ وہ آزادیٔ رائے
نہ وہ ہنگامہ طرازی تھی نہ وہ جوش و خروش
جس کی تقریر سے گونج اٹھتا تھا اجلاس کا ہال
اب وہ اک پیکرِ تصویر تھا بالکل خاموش

Marfat.com

سخت حیرت تھی کہ اک ذرۂ خاکستر تھا
وہ شرارہ جو ابھی برق سے تھا دوش بدوش
دیکھتے ہیں تو حرارت کا کہیں نام نہیں
ہو گیا شعلۂ سوزندہ بھڑک کر خس پوش
اہل ثروت سے یہ کہدو کہ مبارک ہو تمہیں
للہ الحمد ابھی ملک میں ہیں لائے فروش،

مسلم یونیورسٹی

گر خامشی سے فائدہ اخفائے حال ہے
خوش ہوں کہ میری بات سمجھنی محال ہے
الحاق کی جو شرط نہ مانی جناب نے،
کیا جانیے کیا حضور کے دلمیں خیال ہے
مسلم کے لفظ میں تو کوئی بات ہی نہ تھی
کیا اسمیں بھی حضور کو کچھ احتمال ہے؟
اسباب سوء ظن کے نئے کچھ عیاں ہوئے

Marfat.com

یا پہلے ہی سے شیشۂ خاطر میں بال ہے؟

ہم تو ازل سے حلقہ بگوشِ نیاز ہیں
یہ سر ہمیشہ زیرِ قدم پائمال ہے

ہم نے تو وہ ثنا و صفت کی حضور کی،
جو خاص شیوۂ صفت ذوالجلال ہے

آیا کبھی نہ حرفِ تمنّا زبان پر
یاں تک تو ہم کو پاسِ ادب کا خیال ہے

اُردو کے باب میں جو ذرا کھل گئی زباں
ابتک جبین پر عرقِ انفعال ہے

دامن غبارِ حق طلبی سے رہا ہے پاک
یہ فیضِ خاصِ رہبرِ دیرینہ سال ہے

آیا جو حریّت کا کبھی دل میں وہم بھی
سمجھا دیا کہ جوشِ جنوں کا اُبال ہے،

ابتک اسی طریق پہ ہیں بندگانِ خاص
گو صحبتِ عوام میں کچھ قیل و قال ہے

Marfat.com

گردن جھکی ہوئی ہے زباں گو ہو شکوہ سنج
باطن ہے انقیاد جو ظاہر ملال ہے
الحاق سے کچھ اور نہ تھا مدعائے خاص،
بس اک عموم درس وفا کا خیال ہے،
یعنی کہ پھیل کر یہ زمانے کو گھیر لے
اب تک جو مختصر یہ علی گڈھ کا جال ہے
یہ پالسی ہے شاہرہ عام قوم کی،
اس سے کوئی الگ ہے تو وہ خال خال ہے
پھر بھی حضور کی نہ گئیں سرگرانیاں
پھر بھی گنہگار مرا بال بال ہے
اتنی سی آرزو بھی پذیرا نہ ہو سکی
اب کیا کہیں کہ اور بھی کچھ عرض حال ہے
سنتے رہے وہ غور سے یہ داستانِ غم
جب ختم ہو گئی تو یہ لب پر مقال ہے،
حد سے اگر بڑھے گا تو ہو جائے گا مسہ

Marfat.com

"وہ درسگاہ روئے وفا کا جو خال ہے"

یونیورسٹی

مایوس گو ترقیِ قومی سے میں نہیں،
لیکن ابھی تلک تو یہ سودائے خام ہے،
رائیں تمام کج ہیں، خیالات سب غلط
گم کردہ نجات ہر اک خاص و عام ہے،
یہ تیس لاکھ قوم نے جو کر دے عطا
بے شبہ عزم و ہمتِ عالی کا کام ہے
لیکن یہ گفتگو جو نئی چھڑ گئی ہے اب
یہ باعثِ تباہیِ ناموس و نام ہے
الحاق کی جو شرط نہ منظور ہو سکی
اک غلغلہ ہے شور ہے غوغائے عام ہے
لبریز ہے تصورِ باطل سے ہر دماغ
ہر سینہ عرصہ گاہِ ہوسہائے خام ہے

Marfat.com

اب اس طرح سے چلتی ہے اک ایک کی زباں
گویا کہ ذوالفقار علی بے نیام ہے،

دو کوڑیاں بھی جس نے نہ دیں آجتک کبھی
اُس کی بھی نیند جوشِ جنوں میں حرام ہے

اک غلغلہ بپا ہے کہ الحاق جب نہیں
پھر کس بنا یہ جامعۂ قوم نام ہے

اُسلام کے جو نام سے بھی متسم نہیں،
اس کو تو دُور ہی سے ہمارا اسلام ہے

مسلم نہیں تو جامعۂ قوم بھی نہیں
پھر کیوں یہ شور غلغلہ و اہتمام ہے

چندے لئے گئے تھے۔ اسی شرط پر تمام
یہ نقضِ عہد ہے کہ جو شرعاً حرام ہے

یہ درسگاہ خاص نہ تھا مدعائے عام
یہ وہ متاع ہے نہیں جس کا یہ دام ہے

Marfat.com

اِن ابلہانِ قوم کو سمجھائے یہ کوئی،
عالم کے کاروبار کا اک انتظام ہے،

جس کی بنا تمام ہے تقسیم کار پر
یعنی ہر ایک شخص کا اک خاص کام ہے

عالم میں ہیں ہر اک کے فرائض جدا جدا
یہ مسئلہ مسلمۂ خاص و عام ہے،

ہے مقتدی کا فرض فقط امتثال امر
ارشاد و حکم منصب خاص امام ہے

تھا قوم کا جو فرض وہ تھا بس عطائے زر
آگے مقدسین علی گڈھ کا کام ہے،

یہ بارگاہ خاص نہیں مجلسِ عوام
سمعاً وطاعۃً یہ ادب کا مقام ہے

مخصوص ہیں مناصب خاصانِ بارگاہ
تم کون ہو جو تم کو یہ سودائے خام ہے؟

Marfat.com

یونیورسٹی فنڈلیشن

یہ فیض ہے جماعتِ احرار کا ضرور
اب قوم کو جو شخص پرستی سے عار ہے

آزادیِ خیال کا جو کچھ کہ ہے اثر
یہ سب اُنھیں کے فیض کا منت گذار ہے

لیکن یہ دیکھنا ہے کہ یہ عزم یہ ترنگ
ہے دیرپا کہ جوشِ جنونِ بہار ہے،

اب کے جو لکھنؤ میں دکھایا گیا سماں
سچ پوچھئے تو مضحکۂ روزگار ہے

دیکھا یہ پہلے دن کہ ہر اک گوشۂ بساط
میدان رزم و عرصہ گہِ گیر و دار ہے

غل ہے کہ وہ مقدمۃ الجیش آگیا،
اب انتظارِ فوجِ یمین و یسار ہے،

احرار کی صفوں کی صفیں ہیں جمی ہوئیں

Marfat.com

مجلس تمام عرصہ گہ کار زار ہے
اسٹیج پر ہر ایک بپھرتا ہے اس طرح
گویا حریفِ رستم و اسفندیار ہے
ہاتھ اٹھ رہے ہیں یا علمِ فتح ہے بلند
چلتی ہوئی زبان ہے یا ذوالفقار ہے
ہر نوجواں ہے نشۂ آزادگی میں مست
جو ہے وہ حریت کا نشہ پر خمار ہے
اصرار کر رہے ہیں نہ مانیں گے ہم کبھی
وِیٹو کا ویسرائے کو کیا اختیار ہے
الحاق اگر نہیں ہے تو سعی ہے عبث
مسلم کا لفظ خاص ہمارا شعار ہے
جو والیانِ ملک کہ تھے زیبِ انجمن
سب دم بخود سے تھے کہ یہ کیا خلفشار ہے
یا صبح دم جو دیکھئے آکر تو بزم میں
نے وہ خروش و جوش نہ وہ گیر و دار ہے

Marfat.com

ٹوٹی ہوئی صفیں ہیں علم سرنگوں ہیں سب
بازوئے تیغ گیر جو تھا رعشہ دار ہے
"سازش کا ایک جال بچھایا ہے ہر طرف
ہر شخص اُس کی فکر میں مصروفِ کار ہے
سرمستیاں ہیں دورِ قدح ہائے راز کی
ہر شخص "حکمتِ عملی" کا شکار ہے،
جو بات کل تلک سببِ ننگ و عار تھی،
وہ آج مایۂ شرف و افتخار ہے
جس بات پر کہ نعرۂ نفریں بلند تھے
اب وہ قبولِ خاطرِ ہر ذی وقار ہے،
کل کہہ چکے ہیں کیا؟ یہ نہیں اب کسی کو یاد
اب نکتہ ہائے زیرلبی پر مدار ہے،
خود آپ اپنے ہاتھ سے کھائی ہے گو شکست
کہتے ہیں پھر یہ فتح مبیں یادگار ہے،
حیران تھے عوام کہ کیا ماجرا ہے یہ

Marfat.com

یکیا دورنگیٔ چمن روزگار ہے،
"احرار کا طریق عمل ہے اگر یہی
پھر کامیابیوں کا عبث انتظار ہے

دعوتِ عمل

بجا ہے آج اگر اہن حرم میں یہ زیب و ساماں ہیں
یہ انکی بزم ہے جو یادگار نسل عدناں ہیں،
خلیل اللہ سے مہماں نوازی جنکو پہونچی ہے
ہزاروں کوس سے آ کے وہ اس گھر میں مہماں ہیں
فقط اک جذبۂ قومی انہیں واں کھینچ لایا ہے،
جہاں زور حکومت ہے نہ حاجب ہیں نہ درباں ہیں
ہماری خدمتوں کا وہ اٹھانے آئے ہیں احساں
کہ اسلامی جماعت پر ہزاروں جن کے احساں ہیں
ہنر میں علم میں، اخلاق میں مجد و شرافت میں
یہی وہ صورتیں ہیں جنپہ ہم تم آج نازاں ہیں،

Marfat.com

خدا نے انکو بخشی ہے حکومت اور سطوت بھی
کہ جسم سلطنت کے یہ جوارح اور ارکاں ہیں
مگر ان کو کسی عزت پہ نازش ہی تو اسپر ہے
کہ یہ اسلام کے ہیں نام لیوا اور مسلماں ہیں
نہ عہدوں کا تفاوت ہے نہ کچھ حفظ مراتب ہے
یہاں جس سادگی سے یہ شریک بزم اخواں ہیں
معمر بھی ہیں ان میں نوجواں بھی اور کمسن بھی
مگر شانِ اخوّت میں مدارج سب کے یکساں ہیں
یہ وہ ہیں جنمیں ہے اسلام کا ابتک اثر باقی،،
یہ وہ ہیں جن میں جوہر نسل عدنانی کے پنہاں ہیں
انھیں کے بازوؤں میں زور تھا کشورستانی کا
انھیں کی یادگاریں جابجا ابتک نمایاں ہیں
یہ وہ ہیں جان و دل سے جو فدائے قوم وملت ہیں
یہ وہ ہیں نام پر اسلام کے جو دل سے قرباں ہیں

لے یہ نظم باجلاس محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس منعقدہ ۱۸۹۳ء پڑھی گئی تھی۔

Marfat.com

نہ ہوگا ایک بھی دل دردِ قومی سے جو خالی ہو،
بظاہر گرچہ سب مسرور ہیں خرم ہیں شاداں ہیں
انہیں احساس ہو آئین و ملت کی تباہی کا
یہ واقف ہیں کہ بیڑے قوم کا اب غرقِ طوفاں ہیں
انہیں معلوم ہے جس تاک میں ہے گردشِ گردوں
انہیں محسوس ہے جس گھات میں ایامِ دوراں ہیں
خبر ہے ان کو جس آزار میں چھوٹا بڑا ہے اب
یہ واقف ہیں کہ پہلے قوم کیا تھی اور کیا ہوا اب
علاج اپنا ہم اب تک تو سمجھتے تھے کہ آساں ہے
مگر وہ درد نکلا جس کو ہم سمجھے تھے درماں ہے
دوا ہر بار جب اپنا اثر الٹا ہی دکھلائے
تو بس سمجھو کہ اب بیمار کوئی دم کا مہماں ہے
جو سچ پوچھو تو ہے اسلامیوں کی بس یہی حالت
مرض دونا بڑھا دیتی ہے خود وہ شے جو درماں ہے
سلف کا تذکرہ جو ہمت و غیرت کا ہے افسوں

Marfat.com

ہمارے حق میں وہ سرمایۂ خواب پریشاں ہے
یہ افسانے بڑھاتے ہیں ہماری نیند کی شدت
یہ افسوں حق میں اپنے اور مدہوشی کا ساماں ہے
ہمیں احساس تک ہوتا نہیں اپنی تباہی کا،
کہ سب پیش نظر اسلاف کی وہ شوکت و شاں ہے
ہماری کلفتیں سب دور ہو جاتی ہیں یہ سن کر
کہ "دنیا آجتک اسلام کی ممنون احساں ہے
مزے لیتے ہیں پہروں تک کسی سے جب یہ سنتے ہیں
کہ یورپ دولت عباس کا اب تک ثنا خواں ہے
نہیں رہنے کو یاں گھر تک اگرچہ یہ رہتے ہیں
کہ اب تک قصر حمرا قبلہ گاہ رہ نوردان ہے
ہیں خود ان پڑھ مگر اس زعم میں اتراتے پھرتے ہیں
کہ دنیا میں ہمیں سے زندہ اب تک نام یوناں ہے
نظر آتے ہیں ہم کو عیب اپنے خوبیاں بنکر
ہم اپنے جہل کو بھی یہ سمجھتے ہیں کہ عرفاں ہے،

Marfat.com

بسر ہوتی ہے گر اوقات فیاضی پہ غیروں کی
تو سمجھے ہیں کہ بس زہد اور توکل کی یہی شاں ہے

حمیت اور خود داری نہیں ہو گر طبیعت میں
تو اچھا ہے کہ مسکینی تو اول شرط ایماں ہے

طبیعت میں اگر ہیں فتنہ پردازی کے کچھ جوہر
تو دعویٰ ہے کہ تدبیر اور سیاست فرضِ انساں ہے

وہ قوم اور وہ جماعت جس میں یہ اخلاق محکم ہیں
بلائیں اُس پہ جو آئیں وہ کم ہیں اور بہت کم ہیں

یہ جو کچھ سُن چکے ہو قوم کی تم حالتِ ابتر
نہ سمجھو یہ کہ ہے اس داستاں کا خاتمہ اس پر

ہماری سب سے بڑھ کر بدنصیبی جو ہے وہ یہ ہے
کہ بے پروا ہیں وہ بھی قوم کے جو آج ہیں لیڈر

گیا وہ وقت جب تھا بس اسی کا نام ہمدردی
کہ دو آنسو بہالیں قوم کی درماندہ حالت پر

گیا وہ وقت ہم کو ناصحوں کی جب ضرورت تھی

فلک نے کر دیا اک اک کو آپ اپنا نصیحت گر
گئے وہ دن کہ ہم محتاج تھے عبرت دلانے کے
ہمارا حال خود عبرت فزا ہے آج سر تا سر
ضرورت اب ہے گر ہمکو تو بس ہے ان بزرگو نکی
کہ جنمیں خیر سے کچھ کر دکھانیکے بھی ہوں جوہر
فقط باتیں نہ ہوں کچھ کام بھی بن آئے ہاتھوں سے
کہیں جو کچھ وہ منہ سے کر دکھائیں اس سے کچھ بڑھکر
نہیں گر یہ تو بس اک گرمی صحبت کے ساماں ہیں
یہ قومی مرثیے یہ وعظ یہ اسپیچ یہ لکچر
طلب اور سعی سے کچھ کام بن آئے تو بن آئے
فصاحت اور بلاغت کا بس اب چلتا نہیں منتر
تمھیں جو کام ہیں درپیش گو مشکل سے مشکل ہیں
مگر کرنے پہ آجاؤ تو آساں سے ہیں آساں تر
ابھی تک تم میں ہے اسلاف کا کچھ کچھ اثر باقی،
شرر گو بجھ چکے پر گرم ہے اب تک وہ خاکستر

Marfat.com

ابھی کچھ کچھ مہک باقی ہے ان مرجھائے پھولوں میں
ابھی کچھ کاٹ ہے اس تیغ میں گو مٹ چکے جوہر
وہی فیاضیاں تم میں ہیں جو تھیں معن وحاتم میں
مگر بیہودہ رسموں کے لئے وہ وقف ہیں یکسر
کچھ اس سے کم ہوا تھا صرف تجہیز اسامہ میں
لٹا دیتے ہو تقریبوں میں جتنا تم زر و زیور
فقط آپس کے جھگڑوں میں تم اس سے کام لیتے ہو
وہ جودت اور ذہانت جس میں اب بھی تم ہو نام آور
سنبھلنا اب بھی گر چاہو تو ہے وقت اور فرصت بھی
وگرنہ پھر نہیں رہنے کی جو کچھ ہے یہ حالت بھی

بربادیٔ خانماں

وہ برادر کہ مرا یوسفِ کنعانی تھا
وہ جو مجموعۂ ہر خوبیٔ انسانی تھا

Marfat.com

وہ جو گھر بھر کے لئے رحمتِ یزدانی تھا
قوتِ دست و دلِ شبلی نعمانی تھا

بل اُسی کا یہ مرے خامۂ پُر زور میں تھا،
جوش اُسی کا تھا جو میرے سرِ پُر شور میں تھا

ہم سے بیکاروں کی اک قوتِ عامل تھا وہی
مایۂ عزتِ اجداد کا حامل تھا وہی،

مسندِ والدِ مرحوم کے قابل تھا وہی،
یوں تو سب اور بھی اعضا ہیں مگر دل تھا وہی

اب وہ مجموعۂ اخلاق کہاں سے لاؤں
ہائے افسوس میں اسحٰق کہاں سے لاؤں

جب کیا والدِ مرحوم نے دنیا سے سفر
گھر کا گھر تھا ہدفِ ناوکِ صد گونہ خطر

بن گیا آپ اکیلا وہ ہر آفت میں سپر
تیر جو آئے گیا آپ وہ اُن کی زد پر

خود گرفتار رہا۔ تاکہ میں آزاد رہوں

Marfat.com

اُس نے غم اس لیے کھائے کہ میں شاد رہوں
اس کا صدقہ تھا کہ ہر طرح سے تھا میں بے غم
گھر کے جھگڑوں سے نہ کچھ فکر نہ کچھ رنج والم
امن و راحت کے جو سامان تھے ہر طرح بہم
میں تھا اور مشغلۂ نامہ و قرطاس و قلم
اُس کے صدقہ سے تھی میری سخن آرائی بھی
اُس کا ممنوں تھا مرا گوشۂ تنہائی بھی
تازہ تھا دل پہ مرے مہدیٔ مرحوم کا داغ
کہ مرا قوت بازو تھا، مرا چشم و چراغ
اس کو جنت میں جو خالق نے دیا گنج فراغ
میں یہ کہتا تھا کہ اب بھی ہے تر و تازہ دماغ
یعنی وہ آئنۂ خوبی و اخلاق تو ہے
اُٹھ گیا مہدیٔ مرحوم تو اسحٰق تو ہے
آج افسوس کہ وہ نیّرِ تاباں بھی گیا
میری جمعیتِ خاطر کا وہ ساماں بھی گیا

Marfat.com

اب وہ شیرازۂ اوراقِ پریشاں بھی گیا
عتبۂ والدِ مرحوم کا درباں بھی گیا
گلۂ خوبیٔ تقدیر رہا جاتا ہے،
نوجواں جاتے ہیں اور پیر رہا جاتا ہے
تجھ کو اے خاکِ لحد آج اجل نے سونپی
وہ امانت جو مرے والدِ مرحوم کی تھی
بسکہ فطرت میں ودیعت تھی نفاست طبعی،
نازپروردۂ نعمت تھا یہ اِک سادہ وشی
دیکھنا اڑ کے غبار آئے نہ دامن پہ کہیں
گرد پڑ جائے نہ اُس عارضِ روشن پہ کہیں
اُس کے اخلاق کھٹک جاتے ہیں دل میں ہر بار
وہ شکر ریز تبسم وہ متانت وہ وقار
وہ دل آویزی خو وہ نگہِ الفت بار
صحبت رنج بھی اک لطف سی کٹ جاتی تھی

Marfat.com

اُس کی ابرو پہ شکن آکے پلٹ جاتی تھی

حق نے کی تھی کرم و لطف سے اُس کی تخمیر
خوبیِ خلق و تواضع میں نہ تھا اُس کا نظیر
بات جو کہتا تھا ہوتی تھی وہ پتھر کی لکیر
اس کی اک ذات تھی مجموعۂ اوصافِ کثیر
بسکہ خوش طبع بھی تھا صاحبِ تدبیر بھی تھا
سچ تو یہ ہے کہ وہ نوخیز بھی تھا پیر بھی تھا

اس کو شہرت طلبی سے کبھی کچھ کام نہ تھا
وہ گرفتارِ کمندِ ہوس دام نہ تھا
اس کی ہر بات میں اک لطف تھا ابرام نہ تھا
وہ کبھی مدعیِ رہبریِ عام نہ تھا
اُس کو مطلوب کبھی گرمیِ بازار نہ تھی
اُس کی جو بات تھی کردار تھی گفتار نہ تھی

اُس کو معلوم جو تھا وسعتِ تعلیم کا راز
اس نے دیکھے تھے جو منزل کے نشیب اور فراز

Marfat.com

اس نے یہ کام نئی طرح کیا تھا آغاز
مگر افسوس کہ تھا راہ میں خرشِ تگ و تاز

کوششوں کے جو نتیجے تھے اُسے بل نہ سکے
ہائے وہ پھول کہ پھولے تھے، مگر کھل نہ سکے

آہ بھائی ترے مرنیکے تھے یہ بھی کوئی دن؟
وہ ترا جوشِ شباب اور وہ بچے کمسن

مسندِ حلقۂ احباب ہے سونی، تجھ بن!
تو ہی تھا اب خلفِ صدر نشینانِ سخن

دن جب آئے کہ تجھے رہبرِ جمہور کہوں
چرخ کا مجھ سے تقاضہ ہے کہ مغفور کہوں

یہ بھی لے جانِ برادر کوئی جانیکا ہے طور؟
اپنے بچوں کی نہ کچھ فکر نہ تدبیر نہ غور

ابھی آنے بھی نہ پایا تھا ترے اوج کا دور
کیا ہوا تجھ کو کہ تو ہو گیا کچھ اور سے اور

چھوڑ کر بچوں کو بے صبر و سکوں جاتا ہے

Marfat.com

کوئی جاتا ہے جو دنیا سے تو یوں جاتا ہے
آہ اے مرگ کسی شے کی نہیں تجھ کو تمیز
تیری نظروں میں برابر ہیں گہر اور پشیز
میں نے مانا ترے نزدیک تھا وہ کوئی چیز
رحم کرنا تھا کہ چھوڑے ہیں کئی اس نے عزیز
لاڈلے ہیں کہ کسی اور کے بس کے بھی نہیں
اس کے بچے ابھی سات آٹھ برس کے بھی نہیں
اے خدا شبلی دلخستہ بایں موئے سفید
لیکے آیا ہے تری درگہہ عالی میں امید
مرنے والے[1] کو نجاتِ ابدی کی ہو نوید!
خوش و خرم رہے یہ چھوٹا مرا بھائی جنید
کیا لکھوں قصۂ غم تابِ رقم بھی تو نہیں
اب مرے خامۂ پرزور میں دم بھی تو نہیں

[1] مرثیہ بر وفات مولوی محمد اسحاق برادر حقیقی۔

Marfat.com

غزلیات

اثر کے پیچھے دلِ حزیں نے نشان چھوڑا نہ پھر کہیں کا
گئے ہیں نالے جو سوئے گردوں تو اشک نے رخ کیا زمیں کا

بھلی تھی تقدیر یا بُری تھی یہ راز کس طرح سے عیاں ہو
بتوں کو سجدے کئے ہیں اتنے کہ مٹ گیا سب لکھا جبیں کا

وہی لڑکپن کی شوخیاں ہیں وہ اگلی ہی سی شرارتیں ہیں
سیانے ہونگے تو ہاں بھی ہوگی ابھی تو سن ہی نہیں نہیں کا

یہ نظم آئیں یہ طرز بندش سخنوری ہے فسوں گری ہے
کہ ریختہ میں بھی تیرے شبلی مزہ ہے طرز علی حزیں کا

تیر قاتل کا یہ احساں رہگیا — جائے دل سینہ میں پیکاں رہگیا
کی ذرا دست جنوں نے کوتہی — چاک آخر تا بداماں رہگیا
دو قدم چلکر ترے وحشی کے ساتھ — جادۂ راہ بیاباں رہگیا
قتل ہو کر بھی سبکدوشی کہاں — تیغ کا گردن پہ احساں رہگیا
ہم تو پہونچے بزم جاناں تک مگر — شکوۂ بیداد درباں رہگیا

Marfat.com

کیا قیامت ہے کہ کوئے یار سے
ہم تو نکلے اور ارماں رہ گیا

دوسروں پر کیا کھلے راز دہن
جبکہ خود صانع سے پنہاں رہ گیا

جذبۂ دل کا ذرا دیکھو اثر
تیر نکلا بھی تو پیکاں رہ گیا

جامۂ ہستی بھی اب تن پر نہیں
دیکھ وحشی نیز اعریاں رہ گیا

ضعف مرنے بھی نہیں دیتا مجھے
میں اجل سے بھی تو پنہاں رہ گیا

اے جنوں تجھ سے سمجھ لوں گا اگر
ایک بھی تار گریباں رہ گیا

حسن چمکا یار کا اب آفتاب
اک چراغ زیر داماں رہ گیا

لوگ پہونچے منزل مقصود تک
میں جرس کی طرح نالاں رہ گیا

بزم میں ہر سادہ تیرے حضور
صورت آئینہ حیراں رہ گیا

یاد رکھنا دوستو اس بزم میں
آکے شبلی بھی غزلخواں رہ گیا

پوچھتے کیا ہو جو حال شب تنہائی تھا
رخصت صبر تھی یا ترک شکیبائی تھا

شب فرقت میں دل غمزدہ بھی پاس نہ تھا
وہ بھی کیا رات تھی کیا عالم تنہائی تھا

میں تھا یا دیدۂ خونابہ فشاں تھی شب ہجر
ان کو واں مشغلۂ انجمن آرائی تھا

بارہا ہم دل خستہ کی طلب تھی پیہم
شب جو آنکھوں کو مرے ہم ذوق خود آرائی تھا

Marfat.com

رحم تو اک طرف پایہ شناسی دیکھو
آنکھیں قاتل سے بھی پر زندہ جو کرنا ہو تو
خون کے قطرے دو تین وہ بھی قدم میں چھالے
دشمنِ جاں تھی ادھر بھی ہمیں رشکِ غم و رنج
انگلیاں اٹھتی تھیں ہر گام کہ کسی کی ہے یہ ہیم
کون اس راہ سے گذرا ہے کہ ہر نقشِ قدم
خوب وقت آئے مجھے ہیں جو نہ دیگا خدا

قیس کو کہتے ہیں مجنوں تھا صحرائی تھا
لب میں ایجان تو اعجاز مسیحائی تھا
یاں وہی حوصلہ بادیہ پیمائی تھا
اور ادھر ایک اکیلا ترا شیدائی تھا
جس طرف نم ہیں وہ کافر ترسائی تھا
چشم عاشق کی طرح اس کا تماشائی تھا
لحدِ تیرہ میں کیا عالمِ تنہائی تھا

ہم نے بھی حضرتِ شبلی کی زیارت کی تھی
یوں تو ظاہر میں مقدس تھا پہ شیدائی تھا

تیس دن کیلئے ترکِ مے و ساقی کر لوں
پھینک دینے کی کوئی چیز نہیں فضل و کمال
آئے نکیرین قیامت ہی سہی حشر کی پرسش
کچھ تو ہو چارۂ غم بات تو ٹک ہو جائے
اور پھر کس کو پسند آئیگا ویرانۂ دل
جورِ گردوں سے جو مرنے کی بھی فرصت مل جائے

واعظِ سادہ کو روزوں میں تو راضی کر لوں
ورنہ حاسد تری خاطر سے میں بھی کر لوں
یوں فراغِ عمر گزشتہ کی تلافی کر لوں
تم خفا ہو تو اجل ہی کو میں راضی کر لوں
غم سے مانا بھی کہ اس گھر کو میں خالی کر لوں
امتحانِ دمِ جاں بخشِ مسیحی کر لوں

Marfat.com

اسپ خوب نے۔ گوشت خوب نے۔ انگور و خربزہ میوہ ہائے خوب نے۔
یخ و آب سرد نے۔ حمام و مدرسہ نے۔ شمع و مشعل نے۔ شمعدان نے۔
بجائے شمع و مشعل و جمع کثیر چرکینے مے باشد دیوٹی میگویند در دست
چپ خود سہ پایہ خوردے را گرفتہ اند کہ ازیں سہ پایہ در کنج یک پایہ
مثل سر شمع وان یک آہنے را بہ چوب بہمیں سہ پایہ مضبوط کردہ اند۔
یک فتیلہ سستی را کہ برابر نر انگشت بودہ باشد بہ چوب آہن دار پایہ دیگر
بستہ اند در دست راست ایشاں یک کدوئیست کہ سوراخ آں را تنگ
گذاشتہ اند کہ روغن از انجا باریک شدہ مے ریزد۔ پادشاہان و امرائے
ایشاں تنہا اگر کارے کہ احتیاج بہ شمع داشتہ باشند ہمیں دیوٹ ہائے
چرکیں ایں چراغ آوردہ نزدیک گرفتہ مے ایستند در باغ و عمارتہا آب
ہائے رواں نے۔ در عمارات اوصفا و ہوا و اندام و سیاق نے۔ رعیت
و مردم ریزہ تمام پائے برہنہ میگردند۔ لنگوٹہ گفتہ یک چیزے مے بندند۔
زنانِ آنہا خود یک لنگے بستہ اند نصف آں را در کمر بستہ اند و نصف دیگر
را بر سر خود انداختہ اند تزک بابری صفحہ ۲۰۴ +

ترجمہ:- ہندوستان میں اچھے گھوڑے نہیں اچھا گوشت نہیں انگور نہیں

Marfat.com

خربزہ نہیں ۔ برف نہیں ۔ آب سرد نہیں ۔ حمام نہیں ۔ مدرسہ نہیں شمع نہیں ۔ مشعل نہیں ۔ شمع دان نہیں ۔

شمع کے بجائے ڈیوٹ ہوتا ہے یہ تین پایہ کا ہوتا ہے ایک پایہ میں چراغدان کے منہ کے شکل کا ایک لوہا لکڑی میں وصل کرکے لگا دیتے ہیں ۔ ایک دھیمی سی بتی دوسرے پائے میں لگی ہوتی ہے ۔ داہنے ہات میں کدو کی ایک تونبی ہوتی ہے جس کا سوراخ تنگ ہوتا ہے ۔ اسی کی راہ سے تیل کی پتلی سی دھار گرتی ہے راجوں اور مہراجوں کو رات کے وقت روشنی کا جب کچھ کام پڑتا ہے تو نوکر چاکر یہی کثیف ڈیوٹ لے کر ان کے پاس کھڑے ہوتے ہیں :-

باغوں اور عمارتوں میں آب رواں نہیں ۔ عمارتوں میں نہ صفائی ہے نہ موزونی نہ ہوا ۔ نہ تناسب عام آدمی ننگے پاؤں ایک لنگوٹی لگائے پھرتے ہیں ۔ عورتیں لنگی باندھتی ہیں جس کا آدھا حصہ کمر سے لپیٹ لیتی ہیں ۔ اور آدھا سر پہ ڈالتی ہیں ٭

بابر کو قریباً چار سو برس ہوئے لیکن آج بھی ہندوستان اس کے بیان کی عینی شہادت دینے کو موجود ہے ٭

Marfat.com

اب دیکھو تیموریوں نے ہندوستان میں آکر تہذیب و تمدن کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ تہذیب و تمدن کی سیکڑوں جزئیات ہیں ان میں سے مختصراً ہم بعض بعض کی تفصیل لکھتے ہیں:۔

زمین کی پیداوار
ہندوستان اگرچہ زراعتی ملک ہے اس لئے نباتات اور ثمرات کی قسم سے تمام چیزیں یہاں پیدا ہونی چاہئے تھیں لیکن ہندو چونکہ ملک سے کبھی نکلتے نہ تھے اس لئے ان کو دنیا کے ثمرات اور مزروعات کی خبر نہ تھی اس کے سوا۔ ان کی قناعت پسند طبیعت کے لئے نخل کٹھل اور پھوٹ کیا کم تھی۔ تیموریوں نے یہاں آنے کے ساتھ اس طرف توجہ کی۔ اور ایران و خراسان کے لطیف پھول اور پھل لاکر تمام ہندوستان میں پھیلا دئے۔ قلم اور پیوند لگانے سے ہندو مطلقاً واقف نہ تھے سب سے پہلے اکبر کے زمانے میں محمد قلی افشار نے جو کشمیر میں داروغہ باغات تھا کابل سے شاہ آلو منگواکر۔ پیوند لگایا اور پھر عام رواج ہوگیا تاہم اکبر کے زمانے تک آم کی قلم نہیں لگ سکتی تھی۔ خافی خاں واقعات

سنہ ۱۰۲۹ ہجری (صفحہ ۳۰۴ میں لکھتا ہے ۔

پیوند دادند اشجار میوہ دار در کشمیر و تمام ہندوستان نبود محمد قلی افشار داروغہ باغات کشمیر در عہد عرش آشیانی اول نہال شاہ آلو از کابل طلبیدہ پیوند نمودہ بہ آب و ہوائے آنجا موافق آمد ازاں ایام رواج یافت و سال بہ سال در ہمہ بلاد ہندوستان ازین پیوند میوہ ہائے شاداب و شیریں بالیدہ گردیدند الا درخت انبہ را پیوند نتوانستند نمود ۔

اسی زمانے میں اور بہت سے میوے ولایت سے آئے اناناس بھی اسی زمانے میں یورپ سے آیا جہانگیر تزک میں لکھتا ہے (صفحہ ۳)

میوہ جات در ایام حضرت عرش آشیانی (یعنے اکبر) اکثر میوہ ہائے ولایت کہ در ہند نبود بہم رسید ۔ اقسام انگور ہا از صاحبی و حبشی و کشمشی در شہر ہائے مقرر شائع گشت ۔ از جملہ میوہ ہا میوہ ایست کہ آن را اناناس مے نامند و در بنادر فرنگ مے شود در غایت خوشبوئی و درست مزگی است در باغ گل افشاں آگرہ ہر ... سال چندین ہزار بر مے آید × × درختان سرد

وصنوبر۔ وچنار۔ وسفیدار۔ وبید مولہ کہ ہرگز در ہندوستان خیال نہ کردہ بودند بہم رسیدہ وبسیار شدہ ودرخت صندل کہ خاصہ جزائر بود در باغ نشوونما یافتہ۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس زمانے میں صندل کے درخت عموماً باغوں میں ہوتے تھے۔ حالانکہ آج اس ترقی کے زمانے میں بھی یہاں صندل کا نام ونشان نہیں۔ پستہ بھی آج کل ہندوستان میں پیدا نہیں ہوتا لیکن اکبر کے زمانے میں پستہ کا درخت بویا گیا اور بارآور ہوا آئین اکبری میں ہے۔

ہمچناں تربز۔ وشفتالو۔ وبادام وپستہ وانار وجز آن ہیدائے گرفت

پھول پھول ہندوستان میں یوں بھی کثرت سے تھے یہاں تک کہ جہانگیر جب کشمیر گیا تو استاد منصور کو جو شاہی مصوّر تھا حکم دیا کہ خاص کشمیر کے پھولوں کی تصویر کھینچے چنانچہ سو سے زیادہ پھولوں کی تصویریں لی گئیں۔ تزک میں جہانگیر خود لکھتا ہے۔

آنچہ نادر العصری استاد منصور نقاش شبیہ کشیدہ از یک صد گل متجاوز است۔

Marfat.com

لیکن تیموریوں کی خوش مذاقی نے اس پر قناعت نہ کی بلکہ ایران اور توران سے پھول منگوا کر ہندوستان کو ایران کا چمن زار بنا دیا آئینِ اکبری میں ہے۔

دگلہائے ایرانی و تورانی از گل سرخ و نرگس و بنفشہ و یاسمن کبود و سوسن و ریحان و رعنا و زیبا و شقائق و تاج خروس و قلغہ و نافرمان و خطمی و جز آں بسیار شود۔

ہندوستان کے گنوار مالی باغ میں یوں ہی بے ترتیب درخت لگا دیتے تھے چمن بندی، خیابان، جدول، تختہ بندی کا نام بھی کبھی نہ نہیں سنا تھا نہ باغوں میں کسی قسم کی عمارت اور آبشار ہوتے تھے۔ بابر نے ہندوستان میں آکر ان چیزوں کو رواج دیا ابوالفضل لکھتا ہے۔

تختہ بندی و روش بیشتر در بستان ہا در ہم (بے ترتیب ۱۲) مے کشتند۔ ازان باز کہ قدوم فردوس مکانی (بابر) ہندوستان را فروغ افزود۔ خیابان بندی و طرح آرائی پدید آمد و عمارت ہائے دلکشا و آبشار ہائے سامعہ افروز دیدہ دران آفاق را بہ شگفت آورد

Marfat.com

صنعت او مصنوعات تیموریوں نے سیکڑوں قسم کی صنعتیں جاری کیں جن سے یہاں کے اصلی باشندے ناواقف تھے۔ ان سب کی تفصیل کے لئے ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔ ہم صرف بعض کے نام اور مختصر کیفیت لکھتے ہیں۔

پارچہ جات - ہندو ہمیشہ سے نہایت سادہ لباس پہنتے تھے۔ اور غالباً ان کو گزی گاڑھے کے سوا اور کچھ بننا نہ آتا ہوگا اکبر نے دلی۔ لاہور۔ آگرہ۔ فتح پور۔ احمد آباد۔ گجرات میں۔ پارچہ بافی کے بڑے بڑے کارخانے جاری کئے اور ایران فرنگستان۔ چین سے کاریگر بلوا کر ہر قسم کے قیمتی کپڑے طیار کرلئے ابوالفضل لکھتا ہے:

کپڑے از توجہ گیتی خداوند گوناگوں قماش چہرہ برافروخت و ایرانی و فرنگی و خطائی فراواں شد و اُستادان کارپرداز و ہنرمندان نادر آئین آمدہ ہنگامہ آموزش گرم ساختند در پیشگاہ حضور و شہر لاہور و فتح پور و احمد آباد و گجرات تعلیم کارنامہا پدید آمد۔ گوناگوں تصویر و نقش و گرہ و شگرف طرح با روائی گرفت۔ و عالم نوردان کالا شناس بہ شگفت

Marfat.com

افتادند - از قدردانی نادرہ کاران زود یاب ایں مرز نیز آموختند +

ابوالفضل نے ان میں سے جن کپڑوں کے نام اور ان کی قیمتیں لکھی ہیں - ان میں سے بعض کی تفصیل حسب ذیل ہے -

مخمل - زربفت - فرنگی - گجراتی - کاشی - ہروی - طاس گجراتی -
دارائی - مقیش - شیرازی - مشجر فرنگی - دیبائے فرنگی - دیبائے یزدی
خارا - اطلس خطائی - نوار خطائی - خز - مخمل فرنگی - خائی - رنگ
فوطی - کتان فرنگی - تافتہ - انبری - مطبق -

یہ سب ریشمی کپڑوں کے نام ہیں - سوتی کپڑوں کی تفصیل حسب ذیل ہے +

چوتار - ململ - نین سکھ - سری صاف - گنگاجل - بھیرون - سالور -
بہادر شاہی گربہ سوتی - ستیار کنی - مہر کل - سہن - جھونہ - اسالی -
محمودی - پنچتولیہ - جھولہ چھینٹ وغیرہ وغیرہ -

شال شال جو کشمیر میں بنتی تھی اکبر نے اس کو بھی بہت ترقی دی - پہلے صرف تین چار رنگ کی شالیں ہوتی تھیں - اکبر نے طرح طرح کے نئے رنگ ایجاد کئے - مثلاً تارنجی - برنجی - قرمزی - کاہی - ارغوانی - عنابی

Marfat.com

غسلی، سوسنی، جگری، زمردی وغیرہ وغیرہ پوری تفصیل آئین اکبری میں ہے۔ اس کے علاوہ پہلے سادی شال بنتی تھی اکبر نے اور بہت سی قسمیں ایجاد کیں۔ ابوالفضل لکھتا ہے:

و نیز زردوزی و کلابتون و کشیدہ و قلغہ و باندھنوں و چھینٹ و الچہ و پرزدار۔ از فروغ خاطر والا ست۔

پہلے شال کا کارخانہ صرف کشمیر میں تھا۔ اکبر کے زمانے میں خاص لاہور میں ہزار سے زیادہ کارخانے جاری ہو گئے۔

بندوبست اراضی اور پیمائش

ہندوؤں کے زمانے میں تشخیص مالگزاری کا صرف یہ طریقہ تھا۔ کہ ہل پیچھے کچھ رقم مقرر کر دیتے تھے۔ زمین کی پیمائش اور مختلف لیاقتوں کے لحاظ سے جمع کی تشخیص نہیں جانتے تھے **خافی خاں** لکھتا ہے۔

مخفی نماند کہ ولایت پُر وسعت شش صوبہ دکن از قوم ملک بوز زرخیز بسیر حاصل کہ دستور تشخیص جمع مال بر سر بگیہ دشمار دیمودن زمین بہ جریب و تقسیم غلہ نمودہ گرفتن درمیان نبود، چناں مقرر بود کہ ہر یکے از دھاقین و مزارعان کہ بہ یک اہل قلبہ و یک جفت گاؤ

Marfat.com

انچہ مے توانست رکشت کارے نمود و ہر جنسے از حبوبات و بقولات

کہ مے خواست مے کاشت بر سر قلبہ۔ قلیلے بہ اختلاف بلاد و پرگنات

در سرکارے داد۔ باز پرس کیفیت بہم رسیدن غلہ وغیرہ درمیان

نمے آید۔[۵۱]

خافی خان نے دکن کے ذکر کی خصوصیت کی وجہ سے دکن کا نام

لیا۔ ورنہ کل ہندوستان کا یہی حال تھا۔ سب سے پہلے اکبر کے عہد

سنہ ۲۷ جلوس شاہی میں راجہ ٹوڈرمل نے زمین کی پیمائش کرائی

اس کے مختلف درجے قائم کئے اور اختلاف درجات کے لحاظ سے

مختلف شرحیں مقرر کیں۔ لیکن دکن میں اب تک وہی قدیم طریقہ

جاری تھا۔ شاہ جہاں کے عہد میں مرشد قلیخان نے جو دکن کا صوبہ دار

تھا حسب ذیل انتظامات کئے[۵۲]۔

(۱) زمین کی پیمائش کرائی۔

(۲) قابل زراعت اور ناقابل زراعت کی تفریق کی۔

(۳) نقادی دینے کا قاعدہ جاری کیا۔

---

۵۱ خافی خان صفحہ (۷۳۲)

۵۲ خافی خان صفحہ ۷۳۲ و ۷۳۳ میں یہ تفصیل ہے میں نے اسی کا ترجمہ کردیا ہے۔

Marfat.com

(۴) تشخیص جمع کے متعدد طریقے مقرر کیے۔

(۱) بٹائی اس میں زمین کی تین قسمیں کیں۔ بارانی اس میں نصف بٹائی مقرر کی یعنے جس قدر غلہ پیدا ہو۔ اس میں آدھا سرکاری حق ہے۔

چاہی یعنے وہ زمین جو آب پاشی کے ذریعے سے کام میں لائی جائے۔ اس میں صرف ایک تہائی سرکار کا حق تھا۔

ایکھ۔ انگور۔ کیلہ۔ پوست۔ زیرہ۔ اسپغول۔ ان چیزوں میں نویں حصے سے لیکر چہارم تک سرکاری مالگذاری میں داخل ہوتا تھا۔

نہری۔ یعنے وہ زمین جس میں نہروں سے آب پاشی کی جاتی تھی۔

(۲) جریب اس طریقے میں فی بیگہ۔ چوتھائی پیداوار لی جاتی تھی۔ شائد ایک نکتہ چیں بول اٹھے کہ زمین کا بندوبست وغیرہ جو کچھ کیا تھا۔ ٹوڈرمل نے کیا تھا۔ جو ہندو تھا لیکن یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں ہر سلطنت میں دوسری قوموں سے بھی کام لیا جاتا ہے

Marfat.com

لیکن وہ سلطنت ہی کے کارناموں میں محسوب ہوتا ہے

اس کے علاوہ یہ بات بھی لحاظ رکھنے کے قابل ہے۔ کہ ٹوڈرمل کے اکثر کاموں میں امیر فتح اللہ شیرازی کی شرکت تھی جس کے فضل وکمال کا تمام ہندوستان اور ایران میں جواب نہ تھا۔ ابوالفضل اسکی نسبت کہا کرتا تھا کہ "اگر کہن نامہ ہائے دانش مفقود شوند او اساس نو برنہد"

سنہ ۳۰ جلوس اکبری میں وہ امین الملک مقرر ہوا اور حکم ہوا کہ راجہ ٹوڈرمل کے مشورے سے ملکی اور مالی کاموں کو انجام دے۔ چنانچہ مآثر الامرا میں ہے +

حکم شد کہ راجہ ٹوڈرمل مہمات ملکی ومالی بہ صوابدید امیر رو براہ کنند۔ وکہن معاملہا کہ از زمان مظفر خان تشخیص نیافتہ بہ انجام رسانند امیر فصلے چند کہ متضمن کفایت سرکار ورفاہ رعایا بود برگذارد۔ پذیرفتہ شد (صفحہ ۱۰۱ جلد اول)

افزائش و ترقی حیوانات	کسی ملک کے تمدن کی ترقی کا ایک بڑا لازمہ یہ ہے کہ غیر ملک کے حیوانات کی نسلیں اضافہ کی جائیں۔

Marfat.com

ملکی جانوروں کی نسلوں کی ترقی و تربیت اور وسعت کا انتظام کیا جائے۔ تیموریوں نے اس صیغے کو بے انتہا ترقی دی۔

اونٹ اونٹ اس ملک میں بالکل نہیں ہوتے تھے۔ ضرورت کے لئے باہر سے منگوائے جاتے تھے اور اس وجہ سے ہر شخص کو میسر نہیں آسکتے تھے اکبر نے اس کے لئے ایک خاص مویشی خانہ قایم کیا اور چند روز میں نہائیت عمدہ نسلیں طیار ہو گئیں۔ ابوالفضل آئین اکبری میں لکھتا ہے:

وبہ شاہی خواہش راجیاں نتاج برگرفتند کہ از عراقی بختیاں برگذشت (صفحہ ۶ جلد سوم مطبوعہ نولکشور)

اجمیر جودھپور۔ ناگور۔ بیکانیر۔ جیسلمیر۔ بھنڈا میں کثرت سے نسلیں پھیلیں۔ ابوالفضل نے لکھا ہے۔ کہ ایک ایک شخص کے پاس دس دس ہزار اونٹ تک ہوتے تھے۔

ہندوستان کے اصلی گھوڑے پست قد ہوتے تھے جن کو اس میں گوٹ یا ٹانگن کہتے تھے۔ اکبر کے زمانے میں دیگر عراق۔ عرب۔ روم۔ ترکستان۔ بدخشان۔ تبت وغیرہ سے

Marfat.com

گھوڑے لاتے تھے۔ لیکن اکبر نے نئی نسلوں کے پیدا کرنے کا انتظام کیا اور نہایت اعلیٰ درجے کے گھوڑوں کی نسلیں طیار ہو گئیں جہانگیر تزک میں لکھتا ہے۔

گھوڑے

پیش از عہد دولت حضرت عرش آشیانی (یعنے اکبر) مدار سواری مردم ایں جا بر گونٹ بود۔ اسپ کلاں نمے داشتند مگر از خارج اسپ عراقی و ترکی رسم تحفہ جہت حکام آوردندے گونٹ عبارت از یا بوئے ست چہار شانہ بہ زمین نزدیک و در سایہ کوہستان ہند فراواں مے باشد۔ بعد ازاں کہ ایں گلشن خدا آفریں بہ تائید دولت و یمن تربیت خاقان سکندر آئین رونق جاویدیافت بسیارے از امراء را دریں صوبہ جاگیر مرحمت فرمودہ گلہ ہائے اسپ عراقی و ترکی حوالہ شد کہ کرہ (بچھیرے) بگیرند۔ در اندک فرصت اسپاں بہم رسیدہ" (صفحہ ۳۰۱) ابوالفضل آئین اکبری میں لکھتا ہے۔

کارشناساں دیدہ ور در نتائج ایں ہوش پذیر آدمی خود دل بستند۔ در اندک فرصتے ہندوستان با جستان عرب آمد و بسیارے از عربی و عراقی جدا نتوانند کرد۔ (جلد اول صفحہ ۹۴)

Marfat.com

اس کے بعد گھوڑوں کی خرید و فروخت اور ترقی اور نمایش کے لیے اکبر نے جو انتظامات کیے تھے اُس کو ابوالفضل نے بہ تفصیل لکھا ہے:

خچر خچر صرف پکھلی کے علاقے میں ہوتے تھے لیکن سواری کے قابل نہیں ہوتے تھے اور لوگ اس کی سواری کو گدھے کی طرح ننگ سمجھتے تھے اکبر نے اس کی نسل کو اس قدر ترقی دی کہ ہزار روپے تک اس کی قیمت پہنچی اور لوگوں کو اس کی سواری سے عار نہ رہا۔[لہ]

اکثر جانور ایسے ہیں جو جنگل کے سوا بچے نہیں جنتے مثلاً ہاتھی۔ شیر۔ چیتے۔ چکور۔ سارس وغیرہ۔ لیکن تربیت کے ذریعے سے اس قدر ان کے اخلاق اور عادات میں تغیر پیدا کیا گیا۔ کہ گھروں میں ان سے بچے اور انڈے پیدا ہوئے۔ اکبر نے ایک زمانے میں ہزار چیتوں کو یک جا کیا اور چاہا کہ نر مادہ سے جفت ہو لیکن ناکامیابی ہوئی۔ جہانگیر کے عہد میں اس قدر تغیر ہوا کہ ہاتھی اور چیتے مادہ سے جفت ہوئے اور بچے جنے جہانگیر تزک میں لکھتا ہے +

لہ۔ آئین اکبری جلد اول صفحہ ۱۲۱۷-۱

Marfat.com

یوز مقرر است کہ در غیر جا ہائے کہ مے باشد بہ مادہ خود جفت نمے شوند
چنانچہ والد بزرگوارم یک مدتے تا ہزار یوز جمع کردہ بودند بسیار
خواہاں آں بودند کہ آں ہا با یک دگر جفت شوند اصلاً نمے شد و
بارہا یوز ہائے نر و مادہ در باغات قلادہ بر آوردہ سر دادند
در آنجا ہم نشد دریں ایام یوز نرے قلادہ خود را گسیختہ بسر
مادہ یوزے مے رود و جفت مے شود بعد از دو نیم ماہ سہ بچہ زائیدہ
و کلاں شدہ۔"

جہانگیر نے تحریر لکھا ہے کہ میرے زمانے میں صحرائی جانور اس قدر رام ہو گئے ہیں کہ شیر اور چیتے قطار در قطار بے قید و زنجیر شہر میں چھوٹے پھرتے ہیں اور کسی کو نہیں ستاتے۔ ہتنی شیرنی، چکور کے بچہ جننے اور انڈے دینے کا حال جہانگیر نے تزک میں لکھا ہے۔

جہانگیر نے ایک عظیم الشان جانور خانہ تیار کرایا تھا اسکو حیوانات کا اسقدر شوق تھا کہ اپنے ایجنٹوں کو دور دراز مقامات پر نئے نئے جانوروں کے مہیا کرنے کے لئے بھیجتا تھا۔ ایک دفعہ

Marfat.com

مقرب خاں کو گووا ہیں بھیجا کہ وہاں سے یورپ وغیرہ کے نادر جانور خرید کر کے لائے۔ مقرب خاں بیشمار روپیہ خرچ کر کے بہت سے عجیب و غریب جانور لایا۔ انہیں میں پیرو بھی تھا جسکو انگریزی میں مرغی کہتے ہیں۔ چنانچہ اس واقعہ کو جہانگیر نے نہایت تفصیل سے لکھا ہے۔ اس کا اقتباس یہ ہے :-

جانور — حسب الحکم بہ استعداد تمام بہ گووا رفت ومدتے دراں جا بودہ نفایسے کہ دراں بندر بہ دست افتاد وصلا روئے زر ندیدہ بہر قیمتے کہ فرنگیاں خواستند زر دادہ گرفت۔ از ہر جنس چیزہا تحفہا داشت ازاں جملہ جانور ے چند آوردہ بود بسیار عجیب و غریب چنانچہ تا حال نہ دیدہ بودم بلکہ نام او راکسے نمے دانست

جہانگیر نے ان تمام جانوروں کی تصویریں بھی کھنچوائیں چنانچہ تفصیل اس کی آگے آئے گی۔ ان میں سے ایک جانور کا حال ان لفظوں میں لکھا ہے۔

میمونے آوردہ بود بہ ہیأت غریب۔ دست و پا و گوش و سر او بعینہ میموں است و روئے او بروئے روباہ مے ماند رنگ

Marfat.com

چشمہائے او بارنگ چشم باز لیکن چشم او از چشم باز کلاں تر است

از سراو تا سر دم یک درع محمول بوده است از میموں پست تر واز

روباہ بلند تر است پشم او روباہ طریق پشم گوسفند و رنگ آں

خاکستری است۔ از بنا گوش تا زنخ سرخ است میگوں وگاہے

آوازے از و ظاہر مے شود بطریق آواز آہو بره۔ بجملہ خیلے

غرائب دارد +

جانوروں کی پرورش۔ پرداخت۔ تربیت۔ علاج وغیرہ

کے متعلق اسقدر سامان فراہم کئے گئے تھے کہ اُن کی تفصیل اس

مضمون میں نہیں آسکتی۔ آئین اکبری اور تزک جہانگیری

دیکھنی چاہیئے +

سنہ ۱۰۲۳ ہجری میں ولائیت زیر باد سے ایک عجیب وغریب

پرند۔ چڑیا خانہ میں داخل ہوا جسکی کیفیت جہانگیر نے ان

الفاظ میں لکھی ہے۔

یکے از خصوصیات ایں جانوران است کہ تمام شب پائے خود را

بر سر شاخ درختے و یا چوبی کہ او را بران نشانیده باشند بند کرده

خود را سر شیب (الشا) مے سازد و یا خود زمزمہ مے کند۔ آب مطلق نمے خورد و در طبیعت او کار زہر مے کند۔ یا آن کہ بقائے حیوانات بر آب است[۵۱]+

رفاہ عام کے کام عمارات اور سڑک وغیرہ

اس محکمہ کو تیموریوں نے بے انتہا ترقی دی لیکن انصاف یہ ہے کہ سنگ بنیاد شیر شاہ نے رکھا تھا۔ تیموری اس کے مقلد تھے۔ شیر شاہ نے بنگالہ سے آگرہ۔ ماندو۔ اور سونیت راستہ میں مسجدیں۔ پختہ کوئیں اور سرائیں بنوائیں اور حکم دیا کہ ہندو اور مسلمان سب کے لئے سراؤں میں کھانا مہیا رہے۔ سڑکوں کے دونوں طرف سایہ دار درخت لگائے۔ چنانچہ خافی خاں اس واقعہ کو ان الفاظ میں لکھتا ہے۔

سڑک کنوئیں سرائیں

مابین راہ بنگالہ تا اکبرآباد۔ ماندو وسنیت۔ کہ مسافت بعید است برائے مسافران مسجد و چاہ پختہ ساختہ و در مساجد[۵۲] مؤذن۔ و جاروب کش۔ بیدو وظیفہ مقرر نمود از سراہا

۵۱۔ توزک جہانگیری (صفحہ ۱۳۴)

۵۲۔ خافی خاں جلد اول (صفحہ ۱۰۲ ا واقعات سنہ ۹۵۲ ہجری +

طعام پختہ وخام برائے مسافرین و مترددین مسلمین و ہنود قرار دادہ

جہت پختن ان غلاماں و نوکران نگاہ داشتہ بود گویند آتش چراغ

سرا ہائے ہند کہ بہٹھیارہ وبھٹھیاری زبان زد مردم ہند گردیدہ اند

اولاد ہمہ ہا ماندہ اند و مقرر نمودن اسپان سرکار در سرا ہا برائے

زود رسیدن اخبار مختلفہ رودگاریہ دربار با طریق ڈاک

از اختراع اوست و مابین راہ ہا اشجار میوہ دار و درختان سایہ دار

برائے آرام مسافران نشاندہ[1] +

جہانگیر نے اپنی تخت نشینی کے پہلے ہی سال اس محکمہ کیطرف

توجہ کی چنانچہ احکام دوازدہ گانہ میں سے دوسرا حکم یہ تھا کہ راستوں

میں مسجدیں کنوئیں اور سرائیں تیار کی جائیں۔ اس کے ساتھ یہ حکم

دیا تھا کہ جو شخص لاوارث مرے اس کی متروکہ سے مسجدیں اور سرائیں

کنوئیں اور تالاب تعمیر کیے جائیں اور پلوں کی مرمت کرائی جائے

انہیں احکام دوازدہ گانہ میں یہ بھی تھا کہ تمام بڑے بڑے شہروں میں

[1] خافی خاں جلد اول صفحہ ۱۰۲ واقعات ۹۵۲ھ ہجری

اسپتال بنائے جائیں جنمیں سرکاری طبیب علاج کے لئے مقرر ہوں اور دوا وغیرہ کا صرف سرکار سے دیا جائے[۵۱] +

سال اوّل جلوس میں جہانگیر نے حکم دیا کہ تمام شہروں میں غلہ خانے قایم کئے جائیں۔ جہاں راہبروں اور مسافروں کو کھانا تقسیم کیا جائے۔ چنانچہ تزک میں لکھتا ہے[۵۲] +

در تمام ممالک محروسہ در محال خالصہ دخواہ جاگیر دار حکم فرمودم کہ غلور خانہ ہا ترتیب دادہ باجہت فقرا فراخور گنجایش آں محل طعام در دیشانہ طبخ مے نمودہ باشند تا مجاوران و مسافراں بہ نیض رسند +

لنگر خانے

سنہ ۱۰۲۰ ہجری میں اس صیغہ کو اور وسعت دی یعنے عام طور پر فقرا کے لئے لنگر خانے بنوائے۔ چنانچہ تزک میں لکھتا ہے[۵۳]۔

ہفدہم ذی قعدہ حکم کردم کہ در شہر ہائے کلاں ممالک محروسہ مثل احمد آباد۔ و الہ آباد۔ لاہور۔ و آگرہ دہلی دغیر غلور خانہ بہ جہت فقرا ترتیب دہند ۱۲

---

۵۱ تزک جہانگیری (صفحہ ۳) ۵۲ جہانگیری (صفحہ ۴)
۵۳ تزک جہانگیری (صفحہ ۳۵)

Marfat.com

۲۸ سنہ ہجری میں اس پر اور اضافہ کیا۔ چنانچہ اس کی تفصیل خافی خاں ان الفاظ میں لکھتا ہے۔

در ہمیں سال کہ مراد از سنہ ہزار و بست و ہشت باشد حکم فرمودند کہ مابین راہ از لاہور تا تعلقہ سرحد مالوا بہ فاصلہ یک کردہ جریبے یک میل و مابین دو میل یک چاہ بسازند و ہمہ جادہ ورستہ درختان سایہ دار نشاندہ بہ زمینداران وحکام۔ احکام تربیت اشجار صادر فرمودند۔ ہر جا محال خالصہ (یعنی شاہی جاگیر) برائے ساختن سرا حکم نمودند و بہ امرا حکم فرمودند کہ در تعلقہ محال جاگیر خود ہر مکانے کہ قابل سرا ساختن باشد برائے نزول مسافرین و مترددین سرائے پختہ و مسجد و چاہ بسازند۔ و اکثر جاگیرداراں بموجب اشارہ پادشاہ و ہم چشمے یکدیگر بنائے خیر احداث سرا مابین ہر چہار پنج کردہ گذاشتند[۱]۔

غور کرو ایک ایک کوس پر میل دو دو میل کے بیچ میں ایک ایک کنواں اور چار چار میل کے بیچ میں سرائیں بنوانا کسقدر مصارف

[۱] خافی خاں (صفحہ ۲۹۴)

کشیر کا کام ہے اور جس ملک میں یہ انتظام ہو وہاں سفر کرنا کس قدر آسان ہوگا +

جہانگیر نے سڑک پر جو میل بنوائے تھے وہ بڑے بڑے چوڑے مینار کی شکل کے تھے اور آج بھی پنجاب کی راہ میں موجود ہیں اور ریل پر سے نظر آتے ہیں -

راستہ کے امن و امان اور سفر کی آسانی کا یہ نتیجہ تھا کہ ایران اور بغداد اور شام کی چیزیں ہندوستان کے بازاروں میں اس کثرت سے ملتی تھیں کہ خود اُن ملکوں میں نہیں مل سکتی تھیں - دیر پا چیزیں ایک طرف پھل اور میوے تین تین مہینے کے راستے سے تازہ بہ تازہ پہنچتے تھے - جہانگیر نے ایک موقع پر خود اس انتظام پر استعجاب کے ساتھ خدا کا شکر کیا ہے - سنہ ۱۱ جلوس میں جب اس کے دسترخوان پر مختلف ملکوں کے تازہ میوے ایک ساتھ چنے گئے تو اس کو بھی حیرت ہوئی اور بول اُٹھا کہ اس نعمت کا شکر کس زبان سے ادا کیا جائے - چنانچہ لکھتا ہے -

در یک خوان چندیں قسم میوہ حاضر آوردند - خربزہ بدخشاں و کابل و

Marfat.com

انگور سمرقند، و بدخشاں و سیب سمرقند۔ و کشمیر و جلال آباد و

اناس کہ از میوہ ہائے بنادر فرنگ ہست۔ و کولہ کہ در شکل و

اندام خورد تر از نارنج ست و در صوبہ بنگالہ خوب مے شود۔

شکر ایں نعمت بہ کدام زبان ادا تواند نمود۔ (صفحہ ۳۷۱)

یہ نہیں خیال کرنا چاہیئے کہ یہ انتظام بادشاہوں کے لئے مخصوص تھا۔ بلکہ ہر کس و ناکس کو یہ چیزیں بازار میں میسر آسکتی تھیں آئین اکبری میں تفصیل سے لکھا ہے کہ کہاں کہاں سے میوہ جات آتے تھے اور تمام بازاروں میں بکتے تھے۔

آج اس وسعت۔ اس انتظام۔ اس ترقی کے زمانے میں ہم کو بلوچستان اور کابل سے اُدھر کے میوے نصیب نہیں ہو سکتے۔

نامہ برکبوتر

راستوں کے انتظام اور ڈاک کے بیان میں یہ بات بھی لکھنے کے قابل ہے کہ معمولی طریقے کے علاوہ نامہ برکبوتر بھی تیار کئے گئے اور ان سے کام لیا گیا۔ چنانچہ جہانگیر تزک میں لکھتا ہے۔

بہ کبوتر بازاں فرمودم کہ ایں ہا را آموختہ کنند و ایں کبوتر بازاں

چند جفتے را چناں آموختہ کردند کہ دراول روز کہ از مانند پروازان

ہامے نمودیم اگر کثرت یاراں بسیار مے شد تہا تنش تا دو نیم

پہر یلکہ تا یک و نیم پہر بہ پرواز پورے رسیدندا اگر ہوا لیغایت

صاف مے بود اکثرے در یک پہر مے رسیدند (صفحہ ۱۹۱)

ایجادات و اختراعات

تمدن کی ترقی کا ایک ضروری نتیجہ ایجادات اور اختراعات ہیں۔ تیموریوں کے زمانے میں ہر شاخ میں طرح طرح کی چیزیں ایجاد ہوئیں۔ ان میں سے جو علمی ایجادات تھے ان میں سے بعض کا حال ہم لکھتے ہیں۔

ایک عجیب وغریب حوض

یہ حوض۔ فن عمارت کی ایک ایسی بوالعجبی تھی جسکی نظیر آج بھی مشکل سے ملیگی اس کا موجد حکیم علی تھا۔ جو اکبر کے دربار کا مشہور حکیم اور موجد تھا یہ حوض حکیم موصوف نے ۳۹ جلوس اکبری میں بنایا تھا جس کی یہ کیفیت[1] تھی۔ کہ حوض کے اندر ایک مختصر سا کمرہ تھا جسمیں دس بارہ آدمی بیٹھ سکتے تھے کمرے میں ہر طرف سے روشنی آتی تھی۔ لیکن ہوا کا رخ اس طرح قایم کیا تھا کہ پانی نہیں آسکتا تھا۔ کمرہ فرش

[1] آئین اکبری جلد اول صفحہ ۴۹۔

Marfat.com

و فروش سے آراستہ رہتا تھا۔ کھانا بھی تیار ملتا تھا۔ مآثر الامرا میں اس کا حال اور اکبر کے سیر کرنے کی کیفیت حسب ذیل لکھی ہے:

در کنج حوض سرے بہ آب فرو بردہ دو سہ زینہ پایئں رفتہ بداں خانہ در آید بسیار بہ تکلف آراستہ۔ در غایت روشنی جائے دہ دوازدہ کس است فرش خواب درخت پوشش مہیا و حاضری طعام موجود چند جلد کتاب در طاق ہا گذاشتہ ہوائے گذاشت کہ یک قطرہ آب اندروں در آید و چوں پادشاہ لخت درنگ فرمود عزیب حالتے بر مردم بیروں در آورد[1]

سنہ ۱۰۱۸ ہجری میں جہانگیر نے اس کی سیر کی چنانچہ تزک میں اس کا حال لکھتا ہے:

"حوض مذکور شش گز در شش گز است و در پہلوئے حوض خانہ ساختہ شدہ در غایت روشنی کہ راہ بہ آں خانہ ہم از درون آب است و آب ازاں راہ درون نمے آیدہ دوازدہ کس

[1] مآثر الامرا جلد اول (صفحہ ۵۷۰)

Marfat.com

درآن خانہ صحبت میداشتند[1]

کل کی چکی یہ چکی امیر فتح اللہ شیرازی نے ایجاد کی تھی جو ۹۹۱ھ میں اکبر کے حسب الحکم فتح پور میں آیا اور امین الملک کے عہدے پر ممتاز ہوا تھا یہ چکی پانی اور ہوا وغیرہ کے زور سے نہیں بلکہ خود بخود چلتی تھی۔ ماثر الامرا میں لکھا ہے۔

آسیائے ساختہ کہ خود حرکت مے کرد۔ دآرد مے ساخت[2]

آج تو یہ ایجاد ایک معمولی بات ہے لیکن اس زمانے میں یورپ میں بھی عجیب سمجھی جاتی ہوگی۔

توپ کی مختلف قسمیں اکبر کے صنّاعوں نے مختلف طرح کی توپیں ایجاد کیں ان میں سے ایک سترہ نال کی تھی اور ایک ہی دفعہ سب نالیں سر ہوتی تھیں ایک ایسی تھی کہ چوڑیوں کے حلقے کی طرح الگ الگ ہو جاتی تھی اور ضرورت کے وقت حلقے ملا دیتے

---

[1] تزک جہانگیری (صفحہ ۳۷)۔

[2] ماثر الامرا جلد اول (صفحہ ۱۰۳)۔

Marfat.com

نوایک توپ بنجاتی تھی۔ چنانچہ ابوالفضل آئین اکبری میں لکھتا ہے۔

گوناگوں اختراع فرمود وجہانے بہ شگفت زار اُفتاد یکے برد کار آورد۔ دریورشہا ازہم جدا کردہ بہ آسانی برندونیز ہفدہ را چناں یکتائی داد کہ یک فیتلہ ہمہ راکشاد دہد ونیز چناں برساخت کہ یک فیل بآسانی کشد وآں راگجنال نامند۔

گوئے آتشیں

اکبر کبھی کبھی راتوں کو گیند کھیلتا تھا۔ اس لئے اس قسم کے گیند ایجاد کیے کہ رات کو شعلہ کی طرح روشن نظر آئے اس قسم کی بہت سی ایجادیں ہوئیں جنکی تفصیل ایک مضمون میں سما نہیں سکتی۔

نفاست پسندی ضروریات کی وسعت۔ آسائش کے سامان

تمدن کا سب سے مقدم اثر یہ ہوتا ہے کہ ضروریات معاشرت بڑھتے جاتے ہیں۔ مثلاً سادہ زندگی یہ ہے کہ زمین پر بیٹھے اور کیلا کے پتے پر کھانا رکھکر کھا لیا۔ تمدن آتا ہے تو یہ سامان لاتا ہے کہ چاندنی کا فرش ہے۔ اس پر زیر انداز۔ زیر انداز پر طشت

Marfat.com

یا سیلانچی۔ آدمی نے آفتابہ ہاتھ میں لیکر ہاتھ دھلوائے پھر دسترخوان بچھایا گیا۔ رنگ بہ رنگ کے مختلف برتنوں میں کھانے آئے۔ کھانوں کی مناسبت سے ہر ہر برتن کا رنگ اور صورت شکل مختلف ہے کھانا کھا چکے۔ تو طشت سلانچی آفتابہ وغیرہ آیا ایکے ہاتھ دھونے کے لئے بیسن بھی ہے۔ ہاتھ دھوکر رومال سے صاف کیا یہ تو قدیم تہذیب تھی۔ نئے نئے فیشن نے اس پر اور بھی نئے نئے حاشئے چڑھائے۔

ہندوستان میں مسلمان آئے تو یا وہ حالت تھی جسکی تصویر یا برنے کھینچی ہے کہ لنگوٹے لگائے پھرتے تھے یا مسلمانوں نے ایک ایک چیز میں تہذیب وتمدن کی ہزاروں شاخیں پیدا کردیں۔ مثلاً پہلے گھوڑوں پر ننگی پیٹھ پر سوار ہوتے تھے یا کمبل وغیرہ ڈال لیتے تھے۔ تیموریوں کے عہد میں گھوڑے کے لئے جو سامان پیدا ہوئے اس کی یہ تفصیل ہے +

زین۔

ارتنگ

Marfat.com

بال پوش ۔

پشمیں روپاک ۔

جُل ۔

تختہ بند ۔

پشت تنگ ۔

مگس ران ۔

نُگتہ ۔

قیزہ ۔

دست مال ۔

خرخرہ ۔

رکاب ۔

آئین اکبری میں ان سب کی تصویریں بھی دی ہیں۔ گھوڑوں کی تربیت خدمت اور نگہداشت کے لئے جن نوکروں کی ضرورت ہوتی تھی اُن کی تفصیل یہ ہے :

داروغہ[۱]۔ مشرف[۲]۔ دیدہ ور[۳]۔ چابک سوار[۴]۔ ہاؤدار[۵]۔ بردھ[۶]۔

Marfat.com

بیطار[8] - نقیب - سائیس[9] - جلودار[10] - نعلبند[11] - زین دار[12] -

آب کش[13] - فراش[14] - پسندسوز[15] - خاک روب[16] -

آئین اکبری میں ان سب کے کام اور اُن کے مشاہرے تفصیل لکھے ہیں -

لنگوٹہ اور دھوتی کی بجائے کپڑوں کے یہ اقسام پیدا ہوئے -

دوتاہی - پیشواز - شاہ آجیدہ - سوزنی - قاقمی - قبا - فرجی - قرغل - چکن

شلوار - جامہ - کلاہ - صدری -

قمیص - خیا - نیم تنہ - شلوکہ - کمربند -

ان میں آج بہت سے متروک ہیں -

زنانہ لباس اور زیور اور آرائش کے متعلق نور جہاں بیگم نے جو جو اختراعیں کیں - تہذیب و تمدن قیامت تک اُن کے احسان سے سبکدوش نہیں ہو سکتے - ہندوؤں کا کیا ذکر ہے - مسلمانوں میں بھی نور جہاں سے پہلے زیورات بھدے اور ناموزون ہوتے تھے - جیسے آجکل ہندوؤں کے ہوتے ہیں - لباس اور

Marfat.com

وضع قطع میں بھی نازک ادائیاں نہ تھیں۔ آج کل دلی اور لکھنؤ کی بیگمات کے لباس اور وضع کی تمام تراش خراش سب نورجہاں کے عہد کی یادگاریں ہیں۔ جن میں خفیف تغیّرات ہوتے گئے۔ خود جہانگیر کہا کرتا تھا کہ جب تک نورجہاں میرے گھر میں نہیں آئی میں گھر کی زیب و زینت سے واقف نہ تھا[1] مآثر الامرا میں ہے۔

اکثر زیور۔ ولباس واسباب تزئین وتقطیع کہ معمول ہند است اختراعی وابداعی اوست۔ مثل دودامنی جہت پیشواز۔ پنج تولیہ جہت اوڑھنی وبادلہ وکناری وعطر گلاب۔ وفرش چاندنی ہمہ وضع اوست۔

خافی خان لکھتا ہے۔

اقسام زیور ولباس زنان ہند کہ درمحل بادشاہی۔ وامرائے مغلیہ تاحال رواج دارد ہمہ وضع کردہ اوست۔ زیور وپیرایہ سابق کہ بسیار کلفت وبدنما بود منسوخ ساخت چاندنی کہ نفس الامر عجب فرش عیب پوش خانہ نامراد وگردپوش فرش دولت مندان است

[1] تزک جہانگیری جلد اوّل صفحہ ۱۳۷۔

Marfat.com

و در شبہائے مہتاب نمود خاص دارد و صنع کردہ ہماں است و اقسام جنس یا ولہ کہ قسم سنگین آں را بہ نام بادشاہ و کارخانہ موسوم ساخت و جنس سبک کہ از آن تمام خلعت عروس و داماد مردم نام او بہ پانزدہ دست روپیہ تمام شود۔ و دیگر تصرفہائے بجائے او کہ برائے او در برائے شاہ و گدا بکار آید زیادہ از انست کہ بہ تفصیل آن تواں پرداخت (صفحہ ۲۶۹)

آسائش اور آرام اور راحت کے جو ہزاروں سامان پیدا ہوئے۔ انکا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ ہندوستان میں قدرتی تمام اشیا پیدا ہوتی تھیں لیکن لوگوں کو ان سے کام لینا نہیں آتا تھا۔ مسلمانوں کی خوش مذاقی

شورہ

اور جدت طلبی سے ہزاروں چیزیں کام آئیں۔ اور ایک نئی دنیا پیدا ہو گئی۔ شورہ یہاں کی خاص پیداوار ہے۔ لیکن کسی کو ہزاروں برس سے یہ خیال نہ آیا کہ اس سے پانی ٹھنڈا کیا جا سکتا ہے حالانکہ ٹھنڈے پانی کی ضرورت جس قدر ایسے گرم ملک میں ہو سکتی تھی محتاج بیان نہیں۔ برف بھی پہاڑوں سے آسکتی تھی لیکن یہاں کے لوگوں کو اپنی وحشیانہ زندگی میں آب سرد کی ضرورت کیا تھی۔ لیکن مسلمان عجم سے آئے تو وہ ایسی زندگی کیونکر بسر کر سکتے تھے۔ اکبر نے شورے سے

پانی کے سرد کرنے کا رواج دیا۔ پہاڑوں سے برف آکر بازاروں میں

خس کی ٹٹی بکنے لگی۔ خس کی ٹٹی بھی اکبر ہی کی ایجاد ہے۔ ابوالفضل آئین اکبری میں لکھتا ہے۔

بہ شورہ سرد کردن رواے گرفت۔ و از شمالی کوہ برف و یخ آوردن کرہ مدہ است
بیخ است بو یا و لیس خنک آنرا خس گویند بہ فرمایش گیتی خدیو ازان نے نسبت
خانہاے ساختن رواج یافت (از صفحہ ۹ جلد ۳)

عمارت فن عمارت میں جو نفاستیں اور ایجادیں پیدا ہوئیں ان کا بیان تاج گنج اور جامع دہلی کی زبان سے ہر شخص سن سکتا ہے۔ ہندوؤں کے مکانات کی جو اصلی وضع تھی۔ اس کی زندہ مثالیں بنارس میں آج بھی ہزاروں موجود ہیں۔ یہ مکانات کروڑپتیوں کے ہیں جن پر لاکھوں روپے خرچ ہوئے ہیں لیکن دروازے اتنے اونچے ہیں کہ سرکش سے سرکش آدمی کو انکے آگے سر جھکانا پڑتا ہے۔ ہوا کو تو کبھی کبھی ان میں آنے جانے کی اجازت مل جاتی ہے لیکن روشنی کو مشکل سے بار مل سکتا ہے۔ بلند دروازے۔ وسیع دالان۔ شاندار شہ نشین مسلمانوں کی بدولت ملک میں رواج پائے۔

فنون لطیفہ یا فائن آرٹس یعنے موسیقی مصوّری وغیرہ پر مستقل علیحدہ مضمون لکھونگا۔

(تمام شد)

ذخیرہ

Marfat.com

یادگارِ حسینؑ

(مصنفہ جناب مرزا سلطان احمد صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر)

اِس جامع کتاب میں مرزا صاحب موصوف نے سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدا پرستی - رضا جوئی - صبر - استقلال اور استقامت پر ہی فلسفیانہ بحث نہیں کی بلکہ اسلام اور پیغمبر اسلام کی صداقت و حقیقت کے مقتضا طبعی اثر کو بھی نہایت خوش اسلوبی سے ثابت کیا ہے - اس کتاب میں مرزا صاحب نے یزید پلید کے مظالم کا امام حسین علیہ السلام کے حلم کیساتھ مقابلہ کر کے ثابت کیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کا حلم یزید کے مظالم سے کئی حصہ زیادہ تھا اگرچہ کوئی ایسا ظلم نہ تھا جو کہ یزید پلید نے نہ توڑا ہو - اور کوئی ایسا ستم نہ تھا جو کہ اس نے نہ ڈھایا ہو - یہانتک کہ اس کے ظلم کی کوئی انتہا نہ رہی تھی - واقعہ کربلا کو مرزا صاحب نے جسطرح بیان کیا ہے اسکی نظیر بہت کم ملتی ہے - مصنف لیئق نے غیر مسلم تاریخدانوں کے خیالات کو قلمبند کر کے واقعہ کربلا کی اصلیت اور سچائی پر روشنی ڈالی ہے - کتاب واقعی کربلا کا پورا فوٹو ہے - قیمت ۱۰ روپے

ملنے کا پتہ :-

[redacted]

8228

Marfat.com